عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷	۶ تا ۱۳ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۱۸ء	شمارہ: ۴

غیر مسلموں سے شادی
ایک سنگین مسئلہ

تحفظِ ختمِ نبوّت کی جدّوجہد

بعثت انبیاء علیہم السلام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.om

تعزیت اور ایصالِ ثواب کرنے کا طریقہ

س:...... اگر کسی شخص کا انتقال ہوجائے تو اس کے اہلِ خانہ سے تعزیت کن الفاظ میں کی جائے، یعنی تعزیت کس طرح کرنی چاہئے؟ اور ایصالِ ثواب کا کیا حکم ہے؟

ج:...... تعزیت کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ میت کے پسماندگان کو یوں کہا جائے کہ: اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اس سے درگزر فرمائے اور اس کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور آپ کو ان کی جدائی پر جو صدمہ ہوا ہے، اس پر صبر کی توفیق دے اور اس صبر پر آپ کو اجر عطا فرمائے۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"ویستحب ان یقال لصحاب التعزیة غفر اللّٰہ تعالیٰ لمیّتک وتجاوز عنه وتغمده برحمته ورزقک الصبر علی مصیبته واجرک علیٰ موته۔" (عالمگیری، ص:۱۶۷، ج:۱)

میت کو ایصالِ ثواب کرنا بھی شرعاً ثابت ہے جو بھی شخص اپنے طور پر کرنا چاہے کرسکتا ہے، شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ایصالِ ثواب کے لئے نہ کوئی طریقہ مخصوص ہے اور نہ ہی کسی وقت کی قید ہے، جس وقت چاہے کرسکتا ہے اور جو بھی نفلی عبادت، تلاوت، تسبیح، کلمہ طیبہ، استغفار، درود شریف وغیرہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرسکتا ہے۔

نامحرم سے بات چیت

س:...... کیا عورت کسی غیر محرم مرد سے بات چیت نہیں کرسکتی؟ اگر وہ غیر محرم رشتہ دار ہو یا اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہے؟ اور نیٹ پر چیٹنگ کا کیا حکم ہے؟ فیس بک، واٹس ایپ پر بھی منع ہے؟

ج:...... عورت کے لئے کسی بھی غیر محرم مرد سے خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، بغیر ضرورت کے بات چیت اور گفتگو کرنا جائز نہیں، ہاں ضرورت کے وقت پردہ کے ساتھ کرنا جائز ہے، اسی طرح کسی غیر محرم سے بلاضرورت شدیدہ فون پر یا انٹرنیٹ، فیس بک، واٹس ایپ وغیرہ پر چیٹنگ کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔

آخری قعدہ میں التحیات پڑھنا

س:...... میں قعدہ آخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا۔ کیا میری نماز مکمل ہوگئی یا یہ کہ مجھے دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

ج:...... آخری قعدہ میں التحیات پڑھنا تو واجب ہے، البتہ درود شریف پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے، اس کو پڑھنا چاہئے اگر کوئی بغیر پڑھے سلام پھیر دے تو اس کی نماز ہوجائے گی، مگر ثواب میں کمی آجائے گی۔

"ویصلی علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ولا تبطل الصلوة بترکها عندنا۔" (الجوہرۃ النیرۃ، ص:۶۵، ج:۱)

واللّٰہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

جلد: ۳۷ ۶ تا ۱۳ر جمادی الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ر جنوری ۲۰۱۸ء شمارہ: ۴

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

اتحاد و اتفاق کی برکت	۵	اداریہ
غیر مسلموں سے شادی... ایک سنگین مسئلہ	۷	مولانا محمد طارق اعظم قاسمی
بعثت انبیاء علیہم السلام	۱۲	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ختم نبوت کانفرنس، کراچی	۱۴	رپورٹ: مولانا محمد قاسم
تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد	۱۷	ضبط و ترتیب مولانا شعیب کمال
خاتم النبیین ہارٹ سینٹر، سرگودھا	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۳	. . .
حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور فتنہ قادیانیت	۲۶	مولانا سید منت اللہ رحمانی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

شعبان، رمضان اور عید کی فضیلت

حدیث قدسی ۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں، جن کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ ایک روزہ دار جب روزہ افطار کرے، دوسرے امام عادل، تیسرے مظلوم۔ مظلوم کی دعا کو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھالیتا ہے اور آسمان کے دروازے مظلوم کی دعا کے لئے کھول دیتا ہے اور فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزت کی قسم! تیری مدد کروں گا، اگرچہ یہ مدد کچھ عرصہ کے بعد ہو۔'' (ترمذی)

حدیث قدسی ۸: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس شخص نے اپنے اعضا کا روزہ نہیں رکھا تو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی مجھے حاجت نہیں۔'' (ابونعیم)

حدیث قدسی ۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندوں میں سے جو زیادہ روزے رکھنے والے ہیں، ان کی کوئی خطا عصر کی نماز کے بعد نہ لکھا کرو۔ (حاکم فی تاریخہ)

زکوٰۃ، خیرات وصدقات کے فضائل

حدیث قدسی ۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! تو خدا کی راہ میں خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔'' (بخاری ومسلم) یعنی تو خدا کی راہ میں دے گا تو خدا تجھ کو دے گا۔ دار قطنی میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ پُر ہے، رات دن خرچ کرنے کے باوجود اس میں کمی نہیں ہوتی۔

نماز عید

س:...... کیا یہ عید کی نمازیں امت مسلمہ کے ہر عاقل اور بالغ مرد وعورت پر واجب ہیں؟

ج:...... جی نہیں! شریعت اسلامیہ نے جمعہ کی طرح عید کی نمازیں بھی تمام مسلمانوں پر ضروری نہیں قرار دیں، اس کے واجب ہونے کے لئے وہی تمام شرطیں ہیں جو جگہ اور لوگوں کے حوالے سے جمعہ کی نماز کے لئے ضروری ہیں۔ (اس کی تفصیلات جمعہ کی نماز کے بیان میں جو گزشتہ اقساط میں ذکر کی جاچکی ہیں)۔

س:...... جمعہ کی نماز اور عید کی نمازوں میں کیا بنیادی فرق ہے؟

ج:...... عید کی نماز جمعہ کی نماز کی طرح باجماعت ہی پڑھی جاسکتی ہے، ان دونوں نمازوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ جمعہ کی نماز فرض ہے اور عید کی نماز واجب ہے۔ جمعہ کی نماز سے پہلے دو خطبے پڑھے جاتے ہیں جو کہ فرض ہیں اور عید کی نماز کے بعد دو خطبے پڑھے جاتی ہیں جو کہ سنت موکدہ ہیں (واضح رہے کہ عید کے خطبے پڑھنا سنت ہے لیکن عید کے خطبے پڑھے جانے کے وقت انہیں خاموشی کے ساتھ سننا واجب ہے) جمعہ کی نماز کی طرح عید کی بھی دو رکعتیں جہری پڑھی جاتی ہیں یعنی بلند آواز سے قرأت کی جاتی ہے البتہ جمعہ کی نماز میں کوئی زائد تکبیریں نہیں ہیں، عید کی نماز کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تین تکبیریں واجب ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین تکبیریں واجب ہیں۔ جمعہ کی نماز سے پہلے اذان اور اقامت بھی کہی جاتی ہے لیکن عید کی نماز سے پہلے کوئی اذان و اقامت نہیں کہی جاتی۔ جمعہ کی نماز ظہر کے وقت میں ادا کی جاتی ہے اور اس کا وقت عصر کے وقت سے پہلے پہلے تک باقی رہتا ہے، عید کی نماز کا وقت سورج کے نکلنے کے بعد اشراق کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

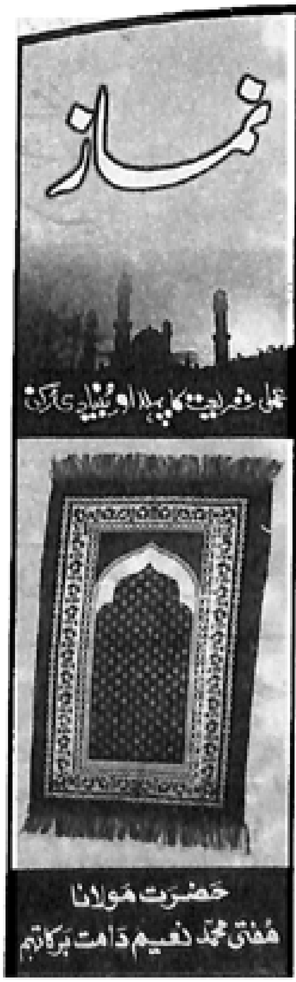

اداریہ

اتحاد واتفاق کی برکت!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر انعام کا ذکر کرتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

’’وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَـٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔‘‘

(الانفال:۶۲،۶۳)

ترجمہ:’’اور اگر وہ (کافر) لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے، وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی (غیبی) امداد (ملائکہ) سے اور (ظاہری امداد) مسلمانوں سے قوت دی اور ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کردیا، اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کرسکتے، لیکن اللہ نے ہی ان میں باہم اتفاق پیدا کردیا، بے شک وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔‘‘

اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ شانہ نے اس انعام عظیم کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور عنایت خاصہ سے اہل ایمان کے دلوں میں جوڑ پیدا کرکے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حق کی نصرت وحمایت پر لگادیا۔ یہ ارشاد خداوندی ہمارے سامنے حکمت وبصیرت کے بہت سے پہلو رکھتا ہے۔

اول:... یہ کہ اہل ایمان کا اتحاد واتفاق ایک نعمت عظمیٰ اور ان کا تشتت وافتراق آفت کبریٰ ہے، قرآن کریم میں جہاں ان عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے جو منجانب اللہ آسمان سے نازل ہوں یا زمین سے پھوٹ پڑیں، وہاں انہیں کے پہلو میں یہ عذاب بھی ذکر فرمایا کہ تمہیں مختلف جماعتوں اور گروہوں میں بانٹ کر ایک دوسرے سے ٹکرادے:

’’قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ۔‘‘ (الانعام:۶۵)

ترجمہ:’’آپ کہئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کرکے سب کو بھڑادے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھادے۔ آپ دیکھئے تو سہی ہم کس طرح دلائل

مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ سمجھ جائیں۔‘‘ (بیان القرآن)

اور منافقوں کی ناگفتہ حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے جہاں ان کے اور بہت سے عیوب و جرائم کو ذکر کیا گیا ہے وہاں ان کی یہ حالت بطور خاص ذکر کی گئی ہے:

’’تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ‘‘ (الحشر:۱۴)

ترجمہ: ’’اے مخاطب تو ان کو ظاہر میں متفق خیال کرتا ہے حالانکہ ان کے قلوب غیر متفق ہیں، یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کی) عقل نہیں رکھتے۔‘‘ (بیان القرآن)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اہل ایمان کے درمیان آپس کا جوڑ اللہ تعالیٰ کی نظر میں کس قدر پسندیدہ ہے اور کسی قوم میں انتشار و افتراق کا پیدا ہو جانا کس قدر مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔

دوم:... صحابہ کرامؓ کے درمیان اتفاق و اتحاد اور ان کے دلوں میں جوڑ پیدا کر دینے کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ کی طرف منسوب فرمایا ہے اور اس امر کی تصریح فرمائی ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کے خزانے اور تمام مادی وسائل صرف کر کے ان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کی کوشش فرماتے تو اس مہم میں آپ کو کبھی کامیابی نہ ہوتی۔ یہ محض حق تعالیٰ شانہ کا انعام و احسان تھا کہ ان کے درمیان فوق العادت اتفاق و اتحاد پیدا کر دیا اور پوری ’’قوم یک جان دو قالب‘‘ کا مصداق بن گئی۔ اس الفت و اتحاد کی برکت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان باہمی اعتماد و ایثار کی فضا پیدا ہو گئی۔ ان میں سے ہر ایک اپنی رائے پر دوسروں کی رائے کو، اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو اور اپنی جان پر دوسروں کی جان کو ترجیح دیتا تھا۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق و نصرت شامل حال نہ ہو اور مسلمان عنایت خداوندی کا مورد نہ بن جائیں ان کے درمیان الفت و اتحاد و ایثار و اعتماد کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی۔ دنیا بھر کے افلاطون مل کر تدبیریں کریں اور اس کے لئے دنیا بھر کے خزانے خرچ کر ڈالے جائیں مگر اس مہم میں کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی اور مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

سوم:... مادی اسباب و وسائل اور مال و دولت کے ذریعہ تو اہل ایمان کے درمیان اتفاق و اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا، لیکن سوال یہ ہے کہ آخر وہ کون سی چیز تھی جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے صحابہ کرامؓ کے بکھرے ہوئے شیرازہ قلوب کو جمع کر دیا اور وہ کون سی مقاطیسی قوت تھی جو ان کے لئے رحمت خداوندی کو آسمان سے کھینچ لائی؟ اس کا جواب اسی آیت کریمہ میں موجود ہے کہ یہ حضرات صحبت نبوی کے فیضان کی برکت سے دو دولتوں سے مشرف تھے اور یہی ان کے اتفاق و اتحاد اور شیرازہ بندی کی کلید تھی۔ ایک یہ کہ وہ ایمان کامل کے حامل تھے۔ دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت کو انہوں نے اپنی زندگی کا واحد مقصد بنایا تھا اور اس تائید نبوی سے وہ جارحہ الٰہیہ کی حیثیت اختیار کر چکے تھے:

’’ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین۔‘‘

ترجمہ:... ’’وہی ہے جس نے آپ کو قوت دی اپنی مدد سے اور اہل ایمان کے ذریعہ سے۔‘‘

ایمان کامل جسد ملت کے لئے روح کی حیثیت رکھتا ہے، انسان جب زندہ ہو اور تندرست و توانا بھی ہو تو اس کے اعضاء ’’جسد واحد‘‘ کہلاتے ہیں۔ ان کے درمیان نہ صرف یہ کہ کوئی اختلاف و انتشار نہیں ہوتا، بلکہ وہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں اور جب آدمی کی روح نکل جائے تو اس کے اعضاء کٹ کٹ کر الگ ہو جاتے ہیں اور اگر روح تو موجود ہو لیکن جسم و اعضاء مفلوج و مشلول یا ناتواں ہوں تو وہ خواہش کے باوجود، ایک دوسرے کی مدد سے قاصر رہتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جب جسد ملت میں ایمان کی روح کارفرما ہو تو اس کے تمام اعضاء ’’جسد واحد‘‘ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے:

’’تری المؤمنین فی تراحمھم وتوادھم وتعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی عضوا تداعیٰ لہ سائر الجسد بالسھر والحمیٰ۔‘‘ (متفق علیہ)

ترجمہ: ’’تم اہل ایمان کو باہمی رحمت، باہمی محبت اور باہمی شفقت و ہمدردی میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو پورا بدن اس کی وجہ سے بے چینی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔‘‘

(باقی صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

غیر مسلموں سے شادی ایک سنگین مسئلہ!

مولانا محمد طارق اعظم قاسمی

امت مسلمہ جن بڑے بڑے مسائل سے دوچار ہے ان میں سے ایک بڑا اور سنگین مسئلہ غیر مسلموں سے مسلم لڑکے اور لڑکی کا شادی کرنا ہے۔ اس کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ یہ فعل اگر دانستہ اور رضامندی کے ساتھ ہو تو یہ فعل ایک مسلمان کو ارتداد کی دہلیز پر لا کھڑا کر دیتا ہے، اس لئے کہ ارتداد کسی مسلمان کا دین اسلام سے پھر جانے، احکام اسلام کو نہ ماننے یا کسی حکم شرعی کا مذاق اڑانے کو کہا جاتا ہے۔

مسلم دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا خطہ اور علاقہ ہو جو اس سنگین مسئلہ سے دوچار نہ ہو اور شاید ہی کوئی مسلمان جو اپنے پہلو میں دھڑکتا ہوا درد مند دل رکھتا ہو اور اس کے تئیں سنجیدہ اور فکرمند نہ ہو اور فکرمند ہونا بھی چاہئے کہ ایک مؤمن اور مسلم کا ارتداد کے مرحلے تک جا پہنچنا خواہ شعوری طور پر ہو یا غیر شعوری طور پر دوسرے مسلم بھائی کے لئے کسی بڑے سانحے اور حادثے سے کم نہیں ہے۔

ہندوستانی مسلمان بھی اس سنگین مسئلہ سے شدید طور پر متاثر ہے، ملک کے طول و عرض سے آئے دن یہ روح فرسا واقعات سننے اور پڑھنے کو ملتے رہتے ہیں کہ فلاں مسلم لڑکے یا لڑکی نے فلاں غیر مسلم لڑکی یا لڑکے سے شادی رچالی۔ ان روح فرسا اور دل کو چھلنی کر دینے والے واقعات کا سب سے زیادہ دل دہلا دینے والا پہلو یہ ہے کہ مسلم لڑکے اور لڑکی اپنی رضامندی اور خوشدلی سے ایسا کر رہے ہیں اور انھیں اس پر ذرا بھی افسوس نہیں اور اس پر دشمن کی چالیں اور سازشیں مستزاد ہیں۔

اباحیت پسندی، مغربی تہذیب کی اندھی دلدادگی اور فرد کی بے محابا آزادی نے جہاں اس کو خوب بڑھاوا دیا ہے، وہیں مسلم نسل نو کی ایمانی اور اسلامی تربیت سے ہماری غفلت کوشی اور سہل انگاری کا بھی بڑا دخل ہے۔ فکر معاش نے ہمیں فکرِ معاد (آخرت) سے بالکل غافل کر رکھا ہے۔ اس سنگین وبا سے سب سے زیادہ متاثر مسلمانوں کا جدید تعلیم یافتہ وہ طبقہ ہے جو ایمانی اور اسلامی اسلحہ سے مسلح ہوئے بغیر کالجوں اور یونیورسٹیوں کا رخ کیا ہے اور کر رہے ہیں جو کہ درحقیقت ایمانی اور اسلامی قتل گاہ ہے، دشمنوں کی سازشوں کے نشانہ پر بھی زیادہ تر یہی طبقہ ہے۔

اس بحرانی صورتحال سے نکلنے کے لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے افراد سے تعلقات کو بڑھا کر نہایت ہی حکمت، خیر خواہی، دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ ان کی ذہن سازی کی جائے اور یہ ذہن سازی دو طرح سے کی جائے؛ ایک یہ کہ اسلام اور ایمان کی اہمیت اور عظمت کو ان کے دلوں میں جاگزیں کیا جائے کہ ایمان اور اسلام ہی ایک مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ اور دولت ہے؛ اس لئے کہ دونوں جہان کی کامیابی اسی ایمان پر ہی منحصر ہے۔ ایمان اور اسلام کی حفاظت اور بقا کے لئے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان جان، مال اور عیال سے گزر جانا تو گوارا کرلے گا؛ لیکن اس پر کسی سمجھوتے اور سودے کے لئے تیار نہیں ہوگا، جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کے واسطے سے پوری امت کو یہ وصیت فرمائی کہ ''کسی حال میں شرک نہ کرنا خواہ تم قتل کر دیے جاؤ یا جلا دیے جاؤ'' (مسند احمد)

اسی مضمون پر مشتمل پوری ایک سورت قرآن میں سورۂ کافرون کے نام سے موجود ہے۔ اس سورت کا بنیادی مضمون ہی یہی ہے کہ کفر اور شرک پر کسی صورت میں کوئی مصلحت ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ قرآن نے اللہ تعالیٰ کے منکروں کو دوٹوک جواب دے دیا ہے: ''لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۔'' ''تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے۔''

تاہم پھر بھی کوئی بدنصیب اپنے ایمان کی ناقدری کرتے ہوئے عارضی اور وقتی دنیاوی فائدے کی خاطر ایمان کا سودا کرلے تو اللہ تعالیٰ نے اس سودے کو تجارت سے تعبیر کرتے ہوئے انتہائی گھاٹے کا سودا قرار دیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

''أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۔'' (البقرہ:۱۶)

ترجمہ: ''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے، لہٰذا نہ ان کی تجارت میں نفع ہوا اور نہ انہیں صحیح راستہ نصیب ہوا۔''

یہ آیت صاف صاف بتلا رہی ہے کہ جس کسی نے برضا و رغبت ہدایت کے بدلے ضلالت یعنی ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کیا تو ایسے بدنصیب کو قرآن غضبِ الٰہی اور سخت عذاب سے ڈراتا ہے۔

ایک اور مقام پر قرآن مجید زبردستی کفر کے اختیار کرنے کے مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”مَن كَفَرَ بِاللّٰهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔“ (سورۃ نحل:۱۰۶)

ترجمہ: ”جو شخص اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے، وہ نہیں جسے زبردستی (کفر کا کلمہ کہنے پر) مجبور کردیا گیا ہو؛ جب کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو؛ بلکہ وہ شخص جس نے اپنا سینہ کفر کے لئے کھول دیا ہو، تو ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے غضب نازل ہوگا، اور ان کے لئے زبردست عذاب تیار ہے۔“

یعنی اگر کوئی مومن کلمۂ کفر کہنے پر جان جانے کے اندیشے سے مجبور ہو تو اس جبری صورت کی اس شرط کے ساتھ گنجائش ہے کہ دل ایمان پر مطمئن ہو اور اگر کسی نے کلمۂ کفر اختیار اور رضامندی سے کہا تو ایسے بدنصیبوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور سخت عذاب ہے۔

اسلامی احکام و قوانین خوبیوں کا ایک حسین مرقع اور عمدہ صفات کا ایک بہترین مجموعہ ہے کہ اس کی جامعیت اور فطری کشش ہی سلیم العقل افراد اور ہوش مندوں کو اپنی جانب کھینچتی ہے اور اس کے قبول کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں سے بجا طور پر پورا کا پورا اسلام میں آنے کا مطالبہ کیا ہے؛ تاکہ اسلام کے آغوش میں پناہ لینے والا ہر فرد اچھے اخلاق اور خوبیوں کا پیکر ہو، بُرے اخلاق سے انہیں دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔“ (البقرۃ:۲۰۸)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

اس سے ہٹ کر جن لوگوں کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ عملی اعتبار سے اسلامی احکام کے درمیان فرق کرتے ہیں یا امتیاز برتتے ہیں کہ جو ان کی طبیعت اور مزاج کے موافق ہوتا ہے اسے قبول کرتے ہیں، اور جو ان کی مسخ شدہ عقل اور خواہش کے خلاف ہوتی ہے، اسے پیٹھ پیچھے ڈال دیتے ہیں۔ تو اس فرق کرنے والے اور امتیاز برتنے والے رویئے کو قرآن کفر سے تعبیر کرتا ہے۔ ایسے افراد کو دنیا اور آخرت میں رسوائی اور سخت عذاب کی وعید سناتا ہے۔ ارشاد ہے:

”أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ۔“ (البقرۃ:۸۵)

ترجمہ: ”تو کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر تو ایمان رکھتے ہو اور کچھ کا انکار کرتے ہو؟ اب بتاؤ کہ جو شخص ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ دنیوی زندگی میں اس کی رسوائی ہو؟ اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو سخت ترین عذاب کی طرف بھیج دیا جائے گا اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔“

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ محض عمل کے نہ کرنے سے تو کوئی کافر نہیں ہوتا، جب تک کہ اس کا انکار نہ کردے یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ کردے۔ اسی شبہ اور سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں: ”ہرچند کہ وہ یہودی جن کا قصہ میں ذکر ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنے کی بنا پر کافر ہی تھے؛ مگر یہاں ان کا کفر مذکور نہیں؛ بلکہ بعض احکام پر عمل نہ کرنے کو کفر سے تعبیر فرمایا ہے؛ حالانکہ جب تک حرام کو حرام سمجھے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ سو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ جو گناہ بہت شدید ہوتا ہے، اس پر محاوراتِ شرعیہ میں اس کی شدت کے پیشِ نظر کفر کا اطلاق کردیا جاتا ہے۔ ہم اپنے محاوراتِ عرفیہ میں اس کی مثالیں رات دن دیکھتے ہیں، جیسے کسی ذلیل حرکت کرنے والے کو کہہ دیتے ہیں کہ تو تو بالکل چمار ہے؛ حالانکہ مخاطب چمار یقیناً نہیں ہے۔ اس سے مقصود شدتِ نفرت اور اس کام کی قباحت ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اور یہی معنی ہیں اس حدیث ”مَن تَرَکَ الصلوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ“ (جس نے جان بوجھ کر نماز ادا نہیں کی گویا اس نے کفر کیا) وغیرہ کے۔“ (معارف القرآن، ج۱، ص۳۵۷)

غیر مسلموں سے شادی کو اسلام نے منع کیوں کیا، اس کی تفصیل پیش کرنے سے قبل ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے متعلق اسلامی نظام نکاح کے پہلو کو پیش کروں؛ تاکہ اس مسئلے کی بھی مکمل وضاحت ہو جائے اور احکامِ اسلام کی جامعیت کا ایک نمونہ بھی سامنے آ جائے۔

اسلام نے جہاں نکاح کو ایک نعمت قرار دیا ہے اور اس کے کرنے کی ترغیب دی ہے وہیں اس کے لئے کچھ حدود اور شرطیں بھی مقرر کی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم شرط یہ ہے کہ نکاح ان عورتوں سے نہ کیا جائے جن سے نکاح کرنے کو شریعت نے حرام قرار

دیا ہے۔ اصولی طور پر حرمت کی دو شکلیں ہیں۔ اول ابدی اور دائمی یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ دوم عارضی اور وقتی یعنی وہ عورتیں جن سے کسی وجہ اور علت کے سبب وقتی طور پر نکاح حرام ہے۔ حرمت کے کل نو اسباب ہیں۔ ان میں سے تین اسباب ایسے ہیں جن سے حرمت ہمیشہ کے لئے ثابت ہوتی ہے اور چھ اسباب ایسے ہیں جن سے حرمت عارضی اور وقتی طور پر ثابت ہوتی ہے۔

ابدی حرمت کے تین سبب یہ ہیں:

۱-نسب: اس سے مراد وہ نسبی رشتے ہیں جن کو قرآن مجید نے نکاح میں مانع (رکاوٹ) قرار دیا ہے، یہ رشتے اس میں شامل ہیں: اصولی رشتہ دار (ماں اور باپ کا پورا سلسلۂ اجداد)، فروعی رشتہ دار (بیٹے اور بیٹی کا پورا سلسلۂ اولاد)، ماں باپ کے بھائی بہن، اور خود اپنے بھائی بہن۔ (نساء:۲۳)

۲-صہر: اس سے مراد سسرالی رشتہ داری ہے، سسرالی رشتہ داروں میں شوہر اور بیوی کے اصول (آبائی سلسلہ) اور فروع (اولادی سلسلہ) حرام ہے۔ (نساء:۲۳)

۳-رضاعت: اس سے مراد وہ حرمت ہے جو دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے اور اس میں اصول یہ ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کے تمام اصول (آبائی سلسلہ)، فروع (اولادی سلسلہ) اور شوہر دودھ پینے والے پر حرام ہوں گے؛ لیکن دودھ پینے والے کے دوسرے بھائی بہن اور رشتہ دار سے کوئی حرمت قائم نہ ہوگی۔ (نساء:۲۳)

ان قریبی رشتہ داروں سے نکاح کو حرام کیوں قرار دیا گیا؟ اس کی اصل وجہ اور حقیقی علت اور سبب کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں؛ مگر کچھ باتیں ایسی ہیں جن کو معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے، ایک یہ کہ ان قریبی رشتہ داروں سے ازدواجی اور جنسی تعلقات قائم کرنے کے لئے خود انسانی فطرت اور طبیعت آمادہ نہیں ہوتی ہے؛ یہاں تک کہ بے دینوں اور لامذہبوں کا گروہ بھی سوائے ان کے جن کی فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اسے ناپسند اور شرم وحیا کے خلاف سمجھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ان قریبی رشتہ داروں میں تقدس اور پاکیزگی کا جو ہالہ قائم ہے، اور رحمت و شفقت اور محبت والفت کے جن اعلیٰ جذبات پر اس کی بنیاد ہے، اس کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ ان کے درمیان حرمت کی دیوار کھڑی کر دی جائے؛ تاکہ نفسانی خواہشات اور سفلی جذبات کا تصور تک ان رشتوں سے ختم ہو جائے اور آپسی اعتبار و اعتماد اپنی مضبوط بنیادوں پر باقی رہے۔

نیز جدید ماہرین طب نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ انتہائی قریبی رشتہ داروں کے درمیان ازدواجی تعلقات، پیدا ہونے والی اولاد کے لئے انتہائی مضر اور شدید قسم کے امراض بالخصوص جنون اور عقلی توازن سے محرومی کا باعث ہوسکتے ہیں۔ (حلال وحرام ۲۸۶)

عارضی اور وقتی حرمت کے چھ سبب یہ ہیں:

۱-جمع: جیسے چار عورتوں سے زیادہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا، اسی طرح ایک نکاح میں ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا کہ ان میں سے اگر ایک کو مرد مانا جائے تو دونوں کا آپس میں نکاح کرنا حرام ہو، جیسے دو حقیقی بہنیں کہ ان میں سے ایک کو اگر مرد مانا جائے تو یہ دونوں حقیقی بھائی بہن ہوں گے اور ان دونوں کا آپس میں نکاح کرنا حرام ہے۔

۲-تقدیم: جیسے آزاد عورت کے نکاح میں رہتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا حرام ہے۔

۳-دوسرے کا حق متعلق ہونا: دوسرے کی بیوی یا معتدہ (عدت والی عورت) سے نکاح کرنا حرام ہے۔

۴-ملکیت: جیسے مرد کا اپنی باندی سے نکاح کرنا حرام ہے۔

۵-تین طلاق: مرد کا اپنی تین طلاق شدہ بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے؛ جب تک کہ وہ حلال نہ ہو جائے۔

۶-اختلافِ دین: جیسے کافر اور مشرک سے نکاح کرنا حرام ہے، سوائے کتابیہ (عیسائی اور یہودی) عورتوں کے۔

(الفقہ الحنفی وادلتہ، ج۲، ص:۱۵۳-۱۶۰)

مذکورہ چھ قسموں کی حرمت عارضی اور وقتی ہے، یعنی وجہ حرمت ختم ہو جائے تو ان سے نکاح کرنا حلال ہو جائے گا۔ جیسے کافر اور مشرک مسلمان ہو جائے تو اب ان سے وجہ حرمت ختم ہو جانے کی وجہ سے نکاح کرنا حلال ہو جائے گا۔

ان میں سے ہر ایک سبب کی دلیل اور حکمت پر گفتگو کی جائے تو بات بہت لمبی ہو جائے گی گو کہ ویسے ہی بات لمبی ہو چکی ہے؛ اس لئے طوالت کے اندیشے کے پیش نظر صرف موضوع بحث مسئلہ ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ مشرک مرد وعورت کے ساتھ نکاح کو منع کیا گیا، ارشاد باری ہے:

"وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔"

(البقرہ:۲۲۱)

ترجمہ: "اور مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو؛ جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ یقیناً ایک مومن باندی کسی بھی

مشرک عورت سے بہتر ہے، خواہ وہ مشرک عورت تمہیں پسند آرہی ہو، اور اپنی عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کراؤ جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور یقیناً ایک مومن غلام کسی بھی مشرک مرد سے بہتر ہے خواہ وہ مشرک مرد تمہیں پسند آرہا ہو۔ یہ سب دوزخ کی طرف بلاتے ہیں جب کہ اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور اپنے احکام لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کرتا ہے؛ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔“

یہ حکم کس قدر اہمیت کا حامل ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ قرآن نے صرف حکم ہی بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ مومن مرد اور عورت کو جدا جدا خطاب کرکے منع کے ساتھ اس کی حکمت اور وجہ ترجیح کو بھی بیان کیا۔

اول تو مشرک مرد و عورت سے نکاح کو منع کیا؛ جب تک وہ ایمان قبول نہ کرلیں۔ پھر فوراً ہی فیصلہ کن انداز میں ترجیحی صورت کو بھی بیان کردیا کہ کافر و مشرک جاہ وجلال حسن و جمال اور حسب ونسب کے اعتبار سے تمہیں کتنا ہی پسند کیوں نہ آئے، اس کے مقابلے میں دنیاوی اعتبار سے کم حیثیت والا مومن ہی تمہارے لئے ہزار درجہ بہتر ہے، قرآن نے اپنے بلیغ اسلوب میں اس کو یوں بیان کیا: ”ایک مومن غلام اور باندی مشرک مرد و عورت سے بہتر ہے۔“ اس کی اصل حکمت یہ بیان کی کہ یہ کافر اور مشرک دوزخ اور جہنم میں لے جانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے ارشاد سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ اصل ناکامی اور کامیابی ہی یہی ہے؛ اس لئے اخیر میں شفقت بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا کہ یہ احکام صاف صاف اس لئے بیان کئے جاتے ہیں؛ تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اس اسلوب سے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ مخاطب کے فائدے کے پیش نظر ہی مذکورہ حکم دیا گیا ہے۔

مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ اس حکم کی حکمت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں: ”کیوں کہ ازدواجی تعلقات، آپس کی محبت ومودت اور یگانگت کو چاہتے ہیں، اور بغیر اس کے ان تعلقات کا اصلی مقصد پورا نہیں ہوتا، اور مشرکین کے ساتھ اس قسم کے تعلقات قریبہ محبت ومودت کا لازمی اثر یہ ہے کہ ان کے دل میں بھی کفر وشرک کی طرف میلان پیدا ہو یا کم از کم کفر و شرک سے نفرت ان کے دلوں سے نکل جائے، اور اس کا انجام یہ ہے کہ یہ بھی کفر وشرک میں مبتلا ہوجائیں، اور اس کا نتیجہ جہنم ہے؛ اس لئے فرمایا گیا کہ یہ لوگ جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انسان کو جنت اور مغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے، اور صاف صاف اپنے احکام بیان فرمادیتا ہے؛ تاکہ لوگ نصیحت پر عمل کریں۔“ (معارف القرآن، ج۱، ص:۵۴۰)

مشرک سے نکاح کرنا اسلامی روایت اور تہذیب وتمدن کے اعتبار سے کس قدر سنگین ہے اور اس کے اثرات بد کتنے مہلک اور تباہ کن ہیں، اس کو بیان کرتے ہوئے اور تاریخی شہادت کے ساتھ اس کا تجزیہ کرتے ہوئے حضرت مولانا امین احسن اصلاحیؒ مذکورہ آیت کی تفسیر کے ذیل میں لکھتے ہیں: ”پھر اس کا فلسفہ بتایا کہ رشتے ناطے کے اثرات زندگی پر سطحی اور سرسری نہیں ہوتے؛ بلکہ بڑے گہرے ہوتے ہیں۔ اگر آدمی ان چیزوں میں عقائد واعمال کو اہمیت نہ دے صرف حسن یا مال، یا خاندان یا مصلحت ہی کو سامنے رکھے تو ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ہی خرچ پر اپنے گھر میں ایسی بلا پال لے جو صرف اسی کے نہیں؛ بلکہ اس کی آئندہ آنے والی نسلوں کے ایمان واسلام کا بیج بھی مار دے۔ شادی بیاہ کے تعلقات نے مذہب، روایات اور تہذیب وتمدن میں جو عظیم تبدیلیاں کی ہیں، ان کی عملی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر بے شمار عقائدی گمراہیاں ان عورتوں کے ذریعہ سے پھیلیں جو وہ دوسری بت پرست قوموں میں سے بیاہ کر لائے۔ اسی طرح ہمارے یہاں مغل سلاطین نے ہندو راجاؤں کے ہاں سیاسی مصالح کے تحت جو شادیاں کیں تو ان کی لڑکیوں کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد، اوہام، رسوم اور عبادت کے طریقے بھی اپنے گھروں میں گھسالائے، آج بھی جو لوگ قوموں اور مذہبوں کے امتیازی نشانات ونظریات کو ختم کرنے کے درپے ہیں وہ اس کا سب سے زیادہ کارگر نسخہ آپس کی شادیوں ہی کو سمجھتے ہیں۔ اس وجہ سے ایک مسلمان کو اس معاملے میں بے پروا اور سہل انگار نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اس معاملے میں اس عظیم حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جس رب پر وہ ایمان رکھتا ہے اس کی دعوت مغفرت اور جنت کی طرف ہے اور جو لوگ اس ایمان سے محروم ہیں وہ جہنم کی طرف بلانے والے ہیں عام اس سے کہ مرد ہوں یا عورت۔“

(تدبر قرآن، ج۱، ص:۵۴۰)

البتہ حکم مذکور سے کتابیہ (پاک دامن یہودیوں اور عیسائیوں کی عورتوں) کو الگ رکھا گیا اور ان سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی۔ ارشاد باری ہے:

”وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔“ (سورۂ مائدہ:۵)

ترجمہ: ”اور ان کی پاک دامن عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے، تمہارے لئے حلال ہیں۔“

اور اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایسی کتاب کے ماننے کے مدعی ہوں جس کا آسمانی کتاب اور وحی الٰہی ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہو۔ اس وقت ایسی کتاب تورات اور انجیل ہی ہیں اور انہیں

کتابوں کے ماننے والوں کو یہودی اور عیسائی کہتے ہیں۔ یہ اجازت صرف مسلمان مردوں کو دی گئی ہے، بہرحال مسلمان عورت کے لئے کسی بھی صورت میں کسی بھی غیر مسلم سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے، خواہ کتابی ہو یا غیر کتابی۔

تاہم اس کے باوجود جمہور صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ ان سے نکاح کے نتیجے میں پیدا ہونے والی خرابیوں کے باعث اس کو ناپسند فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ تو اس کو ناجائز ہی سمجھتے تھے، اور کوئی اس بابت دریافت کرتا تو جواب دیتے ہوئے کہتے کہ اس مسئلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد واضح ہے کہ مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو؛ جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑا کونسا شرک ہوگا کہ وہ عیسیٰ بن مریم یا کسی دوسرے بندہ کو اپنا رب اور خدا قرار دے۔ (احکام القرآن جصاص بحوالہ معارف القرآن، ج:۳،ص:۶۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ تو دارالکفر کی کتابیہ عورتوں سے نکاح کو ہی منع کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ تو اس تعلق سے مشہور ہے کہ جب ان کو اطلاع ملی کہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے مدائن پہنچ کر ایک یہودی عورت سے نکاح کرلیا ہے تو آپؓ نے خط لکھ کر ان کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب میں لکھا کہ کیا وہ میرے لئے حرام ہے؟ تو دوبارہ حضرت عمرؓ نے اس مضمون کا خط حضرت حذیفہؓ کو تحریر فرمایا: ''آپ کو قسم دیتا ہوں کہ میرا یہ خط اپنے ہاتھ سے رکھنے کے پہلے ہی اس کو طلاق دے کر آزاد کردو؛ کیوں کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ دوسرے مسلمان بھی آپ کی اقتدا نہ کریں اور اہل ذمہ اہل کتاب کی عورتوں کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے مسلمان عورتوں پر ترجیح دینے لگے تو مسلمان عورتوں کے لئے اس سے بڑی مصیبت کیا ہوگی۔''

(کتاب الآثار، بحوالہ معارف القرآن، ج:۳،ص:۶۲)

اسی وجہ سے عام فقہائے کرام اس کی کراہت کے قائل ہیں۔ اس واقعے کی روشنی میں ماضی اور حال کا موازنہ کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ لکھتے ہیں: ''فاروق اعظمؓ کا زمانہ خیرالقرون کا زمانہ ہے۔ جب اس کا کوئی احتمال نہ تھا کہ کوئی یہودی، نصرانی عورت کسی مسلمان کی بیوی بن کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش کرسکے۔ اس وقت تو صرف یہ خطرات سامنے تھے کہ کہیں ان میں بدکاری ہو تو ان کی وجہ سے ہمارے گھرانے گندے ہوجائیں یا ان کے حسن و جمال کی وجہ سے لوگ اس کو ترجیح دینے لگیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ مسلمان عورتیں تکلیف میں پڑ جائیں، مگر فاروقی نظر دور بیں اتنے ہی مفاسد کو سامنے رکھ کر ان حضرات کو طلاق پر مجبور کرتی ہے۔ اگر آج کا نقشہ ان حضرات کے سامنے ہوتا تو اندازہ کیجئے کہ ان کا اس کے متعلق کیا عمل ہوتا؟ اول تو وہ لوگ جو آج اپنے نام کے ساتھ مردم شماری کے رجسٹروں میں یہودی یا نصرانی لکھواتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے وہ لوگ ہیں جو اپنے عقیدہ کی رو سے یہودیت و نصرانیت کو ایک لعنت سمجھتے ہیں؛ نہ ان کا تورات و انجیل پر عقیدہ ہے نہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر، وہ عقیدہ کے اعتبار سے بالکل لامذہب اور دہریے ہیں۔ محض قومی یا رسمی طور پر اپنے آپ کو یہودی اور نصرانی کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی عورتیں مسلمان کے لئے کسی طرح حلال نہیں۔ اور بالفرض اگر وہ اپنے مذہب کے پابند بھی ہوں تو ان کو کسی مسلمان گھرانہ میں جگہ دینا اپنے پورے خاندان کے لئے دینی اور دنیوی تباہی کو دعوت دینا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں اس راہ سے اس آخری دور میں ہوئیں اور ہوتی رہتی ہیں، جن کے عبرت نامے روز آنکھوں کے سامنے آتے ہیں کہ ایک لڑکی نے پوری مسلم قوم اور سلطنت... کو تباہ کردیا۔ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ حلال و حرام سے قطع نظر بھی کوئی ذی ہوش انسان اس کے قریب جانے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔ الغرض قرآن وسنت اور اسوۂ صحابہؓ کی رو سے مسلمانوں پر لازم ہے کہ آج کل کی کتابی (یہودیوں، عیسائیوں کی) عورتوں کو نکاح میں لانے سے کلی پرہیز کریں۔''

(معارف القرآن، ج:۳، ص:۶۳-۶۴)

اسلام کا غیر مسلموں سے نکاح کے منع کا حکم کس قدر عدل پر مبنی ہے اور ان سے نکاح کرنا کس قدر سنگین اور خطرناک ہے اور اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا بھی کسی خطرے سے کم نہیں ہے۔ ان سنگین صورت حال سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام اور احکام اسلام کے شجرہائے سایہ دار کی پناہ کو لازم پکڑ لیں اور اس کی پناہ کو عزیز از جان، مال و عیال سمجھیں..... گو کہ ہمیں یہ ناگوار ہی کیوں نہ محسوس ہو، کیوں کہ بہت ممکن ہے کہ جسے ہم اپنے لئے اچھا سمجھ رہے ہوں درحقیقت وہ ہمارے لئے اچھا نہ ہو کیوں کہ ہمارا علم، ہماری عقل اور ہمارے تجربات خدائے علیم و حکیم و برتر کے سامنے ہیچ ہیں۔ ہمارے اچھے اور برے کو درحقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

''وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔''

(البقرہ:۲۱۶)

اور یہ عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا سمجھو، حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو، حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور (اصل حقیقت تو) اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔ ☆☆☆

بعثت انبیاء علیہم السلام

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اسی فرق کے سمجھانے اور اللہ تعالیٰ سے انسانوں کا رشتہ مضبوط کرنے کے لئے انبیاء کرام کا پورا انتظام بنایا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کا تسلسل رہا ہے، گاؤں گاؤں، بستی بستی، چھوٹے بڑے نبی آئے، اللہ تعالیٰ نے ان میں فرق بھی رکھا ہے، جس علاقہ میں جیسی ضرورت ہوئی اور جیسی قوم ہوئی اسی حساب سے اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے، ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے ہوتی ہے، چنانچہ جب کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نبی میں کام کرنے کی صلاحیت پہلے ہی سے رکھتا ہے، پھر باقاعدہ اللہ تعالیٰ اس کی نگرانی اور سرپرستی کرتا ہے، جب یہ چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر نبی کی ہر بات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، البتہ نبوت ملنے سے پہلے اس کی باتیں خود اسی کی ہوتی ہیں، لیکن اس کی طبیعت اس کا مزاج اور اس کے حالات اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا ہوتا ہے کہ انسان جو بہتر سے بہتر بات سوچ سکتا ہے، وہ بحیثیت انسان کے ایک نبی سوچتا ہے، کسی مسئلہ میں بہتر سے بہتر جو رائے قائم کی جاسکتی ہے وہ رائے نبی قائم کرتا ہے، غرض کہ ایک نبی انسانی صلاحیتوں کے اعتبار سے چوٹی پر ہوتا ہے، یعنی اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کرتا ہے کہ بہتر سے بہتر انسانی صفات جو کسی انسان میں پیدا ہوسکتی ہیں وہ اس کے اندر پیدا ہوجاتی ہیں، لیکن اتنا ہے کہ وہ انسانی سطح پر ہی ہوتی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نبوت دیتا ہے تو اس وقت پھر اس کو انسانی سطح سے اوپر کی چیز مل جاتی ہے، انسانی سطح کی چیز تو اس میں بہتر سے بہتر ہے ہی لیکن نبوت ملنے کے بعد مزید اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرپرستی ہوتی ہے کہ تم یہ کرو اور یہ نہ کرو، چنانچہ اس کا درجہ بہت اونچا ہوجاتا ہے، وہ انسان ہوتے ہوئے بہت بلند ترین جگہ پر ہوتا ہے۔

سورۂ انبیاء کی جن آیات میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات بیان کئے گئے ہیں، وہ بہت ہی دور رس اشارے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اور بندوں کے درمیان کے تعلق کو ظاہر فرماتا ہے اور بار بار یہ بتاتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، وہی سب کچھ کرتا ہے لیکن بسا اوقات انسان دھوکا میں آجاتا ہے اور وسائل وذرائع کو اصل سمجھ لیتا ہے، جب کہ وسائل وذرائع بھی اللہ تعالیٰ ہی نے رکھے ہیں، اس نے یہ نظام بنایا ہے کہ وہ انہیں سے کام کرتا ہے، لیکن اتنا طے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے، جیسا ہم انسانوں میں اس کی مثالیں اللہ نے رکھی ہیں کہ ہم اوزار استعمال کرتے ہیں، ہم اوزار استعمال کرتے ہیں تو جو کچھ بھی ہم استعمال کرتے ہیں وہ سب اوزار کر رہے ہیں، اسی طرح ہم سواری استعمال کرتے ہیں وہ ہم کو پہنچادیتی ہے، گویا وہ سواری ہمارے پہنچنے کا ایک ذریعہ بنتی ہے، لیکن چونکہ ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ سواری ہمارے اختیار میں ہے، وہ خود سے نہیں پہنچا سکتی، ہم کتنی ہی خواہش کریں، کتنی ہی طلب ہو لیکن وہ خود نہیں پہنچائے گی، جب تک آپ اس کو استعمال نہ کریں، تو خواہ کتنی ہی خواہش ہو، کتنا ہی گاڑی کے سامنے کھڑے ہو کر روئیں اور لجاجت کریں، مگر وہ نہیں پہنچا سکتی، اس لئے کہ بغیر کسی کے ہاتھ لگے یہ چیز اس کے اختیار میں نہیں، بلکہ وہ گاڑی بنانے والے کے تابع ہے، جس نے بنانے میں جس حساب سے اس کے پرزے رکھے ہیں، وہ اسی حساب سے کام کریں گے، وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کریں گے، اسی طرح آپ نے پنکھا چلادیا تو وہ چلتا رہے گا، جب تک کہ آپ اس کو بند نہ کریں وہ ہوا دیتا رہے گا اور آپ کو فائدہ پہنچاتا رہے گا، مگر وہ خود کچھ نہیں کرے گا، کیونکہ وہ ایک ذریعہ ہے، غرض کہ جو کچھ بھی دنیا میں ہوتا ہے یہ سب ذرائع سے ہوتا ہے، لیکن ذرائع خود اختیار نہیں رکھتے بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائش کے لئے ایک حد تک انسان کو ان ذرائع کے استعمال کرنے کا اختیار دیا ہے، جیسے کسی کو ایک وسیع مکان میں بند کردیا جائے اور کہا جائے کہ تم اس کے اندر ہر جگہ جاسکتے ہو، مگر اس کے باہر نہیں جاسکتے، وہاں جانے کا اختیار نہیں ہے البتہ یہاں کہیں بھی جایئے، کہیں بھی لیٹئے، آپ کو سب اختیار ہے، لیکن باہر کا اختیار نہیں ہے، اسی طرح ایک چھوٹے سے دائرہ میں انسانوں کو اللہ نے اختیار دیا ہے تاکہ وہ یہ دیکھ سکے کہ انسان اختیار سے کتنا کرتا ہے اور کتنا نہیں، اختیار کی بنیاد پر وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے یا اپنے رب کی پسند پر چلتا ہے اب کیا چیزیں اللہ کو ناپسند ہیں، ان کو بتادیا گیا ہے کہ خالق ومالک کو کیا چیزیں پسند ہیں اور کیا چیزیں ناپسند ہیں، بس اب یہ دیکھنا ہے کہ آپ کی پسند اللہ کی پسند کے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہے، چنانچہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ترازو مقرر کر رکھی ہے، لہٰذا تم جو بھی عمل کروگے وہ اس میں تلتا ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ آپ نے اللہ کی پسند کو اپنی پسند پر کتنی ترجیح دی، ترجیح نظر آنے والی چیز نہیں ہے، لیکن حقیقت میں وہ وزن رکھتی ہے، چنانچہ آپ نے اپنی پسند کے مقابل اللہ تعالیٰ کی پسند کو

جتنی ترجیح دی ہوگی، اس کا اتنا ہی وزن ہوگا، گویا اس کا وزن وہاں بنتا چلا جارہا ہے، اسی وزن کے مطابق اللہ تعالیٰ حساب لے گا، حساب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کا کتنا وزن ہے اس کو تولا جائے گا پھر اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کو جزا دے گا۔

اس سورۃ میں انبیاء کرام علیہم السلام کے جو واقعات بتائے گئے ہیں، ان کا یہی مقصد ہے کہ لوگوں کو ان کا اختیار اور ان کی حیثیت سے متعارف کرایا جائے، لوگ یہ دیکھ سکیں کہ نبی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا معاملہ انسانوں جیسا ہے، ان کے ساتھ فرشتوں والا کوئی معاملہ نہیں ہے کہ فرشتوں کو خود اختیار بھی نہیں ہے، بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ ہی کی پسند پر چلتے ہیں جیسے پنکھا آپ کے چلانے پر چلتا ہے، اسی طرح فرشتے بھی اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتے ہیں، بس اللہ تعالیٰ کا چاہنا کافی ہوتا ہے، یہاں تو ہم کو پھر بھی بٹن دبانا پڑتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو بٹن دبانے کی بھی ضرورت نہیں ہے، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا چاہنا ہی کافی ہے، جو وہ چاہے کہ ہو جائے وہ ہو جائے گا، جس کا وہ حکم دے گا، فرشتے فوراً وہ کام کریں گے۔

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیات رکھ دی ہیں وہ اس میں پائی جاتی ہیں، جیسے پنکھے کا کام ہوا دینا ہے تو وہ ہوا دے رہا ہے، اسی طرح آپ نے کوئی پودا لگایا اب اس کا پروسیجر چلے گا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بنایا نظام ہے، درخت کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے، کیونکہ وہ تابع ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا جو نظام مقرر کیا ہے وہی نظام چلے گا، اس کے علاوہ اگر آپ کچھ چاہیں تو نہیں ہوگا لیکن اس سے ہٹ کر ایک دائرہ میں انسان کے چاہنے کا اللہ تعالیٰ نے اختیار رکھا ہے، اسی اختیار کے استعمال کرنے کو ''اعمال'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، انہیں کے وزن سے آدمی کے آخرت کے حالات متعین ہوں گے اور وہاں کی زندگی متعین ہوگی۔

جو واقعات بیان کئے گئے ہیں، ان میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے لئے چاہا ان کو انسانی طاقت سے زیادہ طاقت بھی دے دی، جیسا کہ حضرت سلیمان وداؤد علیہما السلام کا واقعہ اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ لوہے کو موڑ دیتے تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قدرت دی تھی کہ وہ ہوائی جہاز کی طرح چلے جاتے تھے، جب جہاز ایجاد نہیں ہوا تھا تو لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوتا تھا کہ وہ کیسے ہوا کے دوش پر اڑتے ہوں گے، لیکن اب یہ بات ہر ایک کو بخوبی سمجھ آتی ہے، گویا نئی ایجادات ان چیزوں کی تصدیق کرتی ہیں جو قرآن مجید میں بتائی گئی ہیں، آج ایک معمولی سی ڈی کے اندر پورے پورے کتب خانے آگئے ہیں، جس کے بعد کراماً کاتبین کو سمجھنا کیا مشکل ہے، پہلے لوگ سوچتے تھے کہ فرشتے کاندھے پر کیسے بیٹھے ہیں، کہاں لکھ رہے ہیں، کیسے کاتب ہیں، کیا ان کے پاس کاغذ ہے، وہ کیسے سارے اعمال لکھتے ہیں اور انسان کا جو حال وقال ہے وہ سب کیسے لکھ رہے ہیں، معلوم ہوا اس سب کا مطلب ہے کہ وہ ہماری ایک ایک چیز ریکارڈ کررہے ہیں، اب آپ دیکھیں کہ ذرا سی سی ڈی میں ساری تصویریں اور سب چیزیں آجاتی ہیں، جس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ کتنا اختیار اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیا ہے۔ غرض کہ سب کے اعمال واحوال کراماً کاتبین ریکارڈ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی ریکارڈ کی ہوئی یہی سی ڈی قیامت میں لوگوں کو دکھائے گا۔

قرآن مجید میں آتا ہے کہ اعمال نامہ ایک سی ڈی ہے جب یہ وہاں کھلے گی تو انسان دیکھے گا کہ ہم نے دنیا میں کیا کیا، تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب تم بولو تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے، ظاہر ہے کہ مجرم اپنا جرم کرتے ہوئے پکڑا گیا، اب مجرم کیا کہہ سکتا ہے، اگر کسی مجرم کو آپ جرم کی حالت میں پکڑ لیں تو وہ کیا کہے گا: صرف معافی کی خوشامد ہی کرے گا، یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے جرم نہیں کیا بلکہ جرم کے اقرار کے ساتھ معافی کی درخواست کرے گا اور آخرت کا معاملہ یہ ہے کہ وہاں معافی کا کوئی راستہ نہیں، بلکہ وہاں تو یہ ہے کہ جو یہاں کیا ہے وہ وہاں ملے گا، قرآن مجید میں صاف صاف آتا ہے کہ جب وہ لوگ یہ کہیں گے کہ ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیجئے ہم اچھے عمل کرکے آئیں گے تو کہا جائے گا کہ نہیں، ہم نے نبیوں اور اپنی کتابوں کے ذریعہ سے تم کو خوب سمجھایا تھا، سب کچھ تم کو بتا دیا گیا تھا، لیکن تم نے نہیں مانا تو اب تو سزا بھگتنا ہی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

''وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝'' (الفاطر: ۳۶،۳۷)

ترجمہ: ''اور جنہوں نے انکار کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے، نہ ہی ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مرجائیں اور نہ ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی، اسی طرح ہم ہر انکار کرنے والے کو سزا دیں گے اور وہ اس میں چلا چلا کر کہیں گے کہ ہمارے رب ہمیں نکال دے جو کام ہم کیا کرتے تھے ان کو چھوڑ کر ہم اچھے کام کریں گے (ارشاد ہوگا کہ) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرلے اور ڈرانے والا بھی تمہارے پاس آیا تو اب مزہ چکھو، بس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔'' ☆☆☆

ختم نبوت کانفرنس، کراچی

رپورٹ: مولانا محمد قاسم

کراچی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر سال پورے ملک سمیت شہر کراچی میں بھی ’’ختم نبوت کانفرنسز‘‘ کا اہتمام کیا جاتا ہے، جو کراچی کے مختلف اضلاع میں منعقد ہوتی ہیں۔ گزشتہ سال ۲۰۱۷ء کے اواخر میں جن مقامات پر کانفرنسز ہوئیں ان کی رپورٹ آپ ان صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سر دست سال نو ۲۰۱۸ء میں شہر کراچی کی پہلی ختم نبوت کانفرنس کی کارگزاری پیش خدمت ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی کے ضلع وسطی میں ’’ختم نبوت کانفرنس‘‘ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا، چنانچہ ۷؍جنوری ۲۰۱۸ء بمطابق ۱۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ بروز اتوار دارالعلوم مدنیہ (الاخوان مسجد) دستگیر سوسائٹی، بلاک ۱۵، فیڈرل بی ایریا میں کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی ڈپٹی جنرل سیکریٹری حضرت مولانا محمد امجد خان صاحب تھے۔

کانفرنس دو نشستوں پر مشتمل تھی، پہلی نشست کا آغاز بعد نماز مغرب ہوا۔ راقم نے ابتدائی گفتگو میں کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کئے، اس کے بعد قاری عبدالرحیم مدنی نے تلاوت کلام پاک کی، جبکہ حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبول ﷺ حافظ محمد شاہ رخ نے پیش کی۔ جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کے استاذ مفتی سلمان یاسین نے اپنے خطاب میں تحفظ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر روشنی ڈالی، قادیانیت کی زہرناکی سے خبردار کیا، اور مجمع سے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عہد لیا۔ بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے اپنے خطاب میں شرکاء کو آگاہ کیا کہ وہ تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن میں کیسے حصہ لے سکتے ہیں؟! آپ نے کہا کہ یہاں جو باتیں آپ سنیں اسے دوسروں تک پہنچائیں، ختم نبوت پر لٹریچر کا مطالعہ کریں، اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کو قادیانی لٹیروں سے بچانے کی فکر کریں۔

کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز وطن عزیز کے معروف قاری جناب قاری اکبر مالکی کی تلاوت سے ہوا، آپ کے پُر سوز لہجہ سے شرکائے جلسہ کافی دیر تک محظوظ ہوئے۔ مشہور نعت خواں مولانا حافظ محمد اشفاق نے اپنی گداز آواز میں حمد و نعت پیش کرکے مجمع سے داد وصول کی۔ حافظ سہل سہیل نے ختم نبوت پر نظم پڑھ کر سامعین کے جذبات کو گرمایا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ اکابرین امت اور اولیاء اللہ کی سرپرستی میں یہ جماعت تحفظ ختم نبوت کا علم تھامے ہوئے ہے۔ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے جانشین شیخ حضرت بنوریؒ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ تک فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کرتے ہوئے آپ کی اور ہماری اس جماعت نے ہر قدم کامیابی کی طرف بڑھایا ہے اور قادیانیت کے ایمان کش فتنہ کو تحریر و تقریر، مناظرہ و مباہلہ، غرض یہ کہ ہر میدان میں شکست سے دوچار کیا ہے اور ان شاء اللہ! دمِ آخر تک اس فتنہ کی سازشوں کو ہم طشت ازبام کرتے رہیں گے۔

کانفرنس کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود گرجدار خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ دسمبر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں ملک بھر کے تمام مبلغین کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں وفاقی وزیر مذہبی امور سردار یوسف کے اس

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی دفتر کے سینئر رکن، ہمارے قدیم ساتھی الحاج ملک ریاض الحق کے جواں سال بھانجے محمد عامر ولد بشیر احمد ایک حادثہ میں زخمی ہونے کے بعد ۹؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو انتقال کر گئے۔ ان کا غم ابھی تازہ تھا کہ آپ کے بہنوئی ملک شاہ محمد ۲؍جنوری ۲۰۱۸ء کو ۸۰ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ چند روز کے وقفہ سے ۷؍جنوری ۲۰۱۸ء کو ملک ریاض الحق کی بڑی ہمشیرہ بھی رحلت فرما گئیں۔ اس طرح آپ اور آپ کے خاندان کو پے در پے صدمات سے واسطہ پڑا۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی کامل مغفرت فرمائے اور پسماندگان غمزدگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مجلس کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سیّد انوار الحسن، دفتر کے دیگر ساتھیوں اور کارکنانِ ختم نبوت نے ملک ریاض الحق سے دلی تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومین کے لئے ایصال ثواب کیا۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ تمام مسافرانِ آخرت کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فیصلہ کا خیر مقدم کیا گیا جس میں انہوں نے ۲۰۱۸ء کے سال کو ''ختم نبوت'' کا سال کے طور پر منانے کا اعلان کیا ہے، چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کی ہدایات کی روشنی میں مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے تجاویز لکھ کر وزیر موصوف کے نام ارسال فرمادی ہیں۔ نیز اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس سال پورے ملک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پانچ سو ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی، چنانچہ آپ کی آج کی یہ کانفرنس انہی کانفرنسوں کی ایک کڑی ہے۔ اس کے علاوہ ان شاء اللہ! امسال آپ کے شہر کراچی کی سطح پر ایک عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔

آپ نے مزید کہا کہ ''ختم نبوت'' سے متعلق حالیہ سانحہ پر آپ کی اس جماعت نے عدالتی محاذ پر بھی جنگ لڑی اور اس ترمیم کے خلاف حکم امتناعی لیا، جبکہ عوامی شعور بیدار کرنے کے لئے مختلف ذرائع ابلاغ کا بھی حتی الامکان استعمال کیا۔ ہم نے اس مقدس مشن کو سیاسی، مسلکی، جماعتی، اور ذاتی وابستگیوں سے ہمیشہ بالا رکھا اور ملک کے آئین و قانون کی بھی پاسداری کرتے ہوئے انتشار و خانہ جنگی سے گریز کیا۔ اس کے علاوہ اس ترمیم کے خلاف حکومتی ایوانوں میں پوری قوم کی نمائندگی جمعیت علمائے اسلام نے کی اور اس حوالہ سے انہوں نے جو کردار ادا کیا، اس پر میرے بھائی مولانا محمد امجد خان روشنی ڈالیں گے۔

جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری حضرت مولانا محمد امجد خان مدظلہ نے کانفرنس سے آخری اور خصوصی خطاب کیا۔ آپ نے جمعیت علمائے اسلام کے پارلیمانی کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس ترمیم کے صرف چوبیس گھنٹے کے اندر قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ جو اس وقت سفر عمرہ پر تھے' نے فوراً پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں محمد نواز شریف صاحب سے رابطہ کیا، جس کے بعد نواز شریف صاحب نے ترمیم کو واپس لینے کا حکم دیا۔ نیز ے-بی اور ے-سی کی بحالی کے لئے جمعیت علمائے اسلام اور حکومت پاکستان نے علیحدہ علیحدہ بل تیار کر کے ایوان بالا و ایوان زیریں میں پیش کئے، اراکین اسمبلی نے متفقہ طور پر جمعیت علمائے اسلام کا پیش کردہ بل منظور کرلیا اور جیسے قادیانیت کے خلاف ۱۹۷۴ء میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت میں اراکین اسمبلی نے متفقہ فیصلہ دیا تھا اور ایک ووٹ بھی اس کی مخالفت میں نہ آیا تھا، بعینہٖ آج فرزندِ مفتی محمودؒ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی سیادت میں قادیانیت کے خلاف یہ فیصلہ بھی متفقہ ہوا اور ایک ووٹ بھی مخالفت میں نہ آیا۔ ان شاء اللہ! آئندہ بھی جمعیت علمائے اسلام ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنا پارلیمانی کردار ادا کرتی رہے گی۔

آخر میں کانفرنس کے میزبان اور دارالعلوم مدنیہ کے مدیر اعلیٰ مولانا عبدالکریم فاروقی نے شرکائے جلسہ سے خطاب میں اکابر علماء و مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا جبکہ جامعہ اشرف المدارس کے شیخ الحدیث اور حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اخترؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالرشید مدظلہ کی دُعا پر رات بارہ بجے کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔

کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مقامی ذمہ داران مولانا محمد رضوان، مولانا محمد شعیب کمال، حافظ کلیم اللہ نعمان، مولانا محمد نعمان ارمان مدنی، اور جمعیت علمائے اسلام کے صوبائی راہنما مولانا عبدالکریم عابد، مولانا عبدالرشید نعمانی کے علاوہ مقامی علماء وائمہ مساجد مفتی عمیر، مولانا حفظ الرحمٰن، مولانا بخت جمیل، قاری عبدالسمیع رحیمی، مولانا فواد، قاری عبدالحلیم، مفتی ثناء الرحمٰن، مفتی عبدالحمید، مفتی عبدالہادی، مولانا محمد لیٰسین، مفتی اکرام الرحمٰن، مولانا محمد طاہر، مدارس کے طلبا اور عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ کانفرنس کے جملہ انتظامات دارالعلوم مدنیہ کی انتظامیہ مولانا عبدالنعیم، قاری محمد عابد، اور کارکنان ختم نبوت محمد عمر خان، حافظ محمد یحییٰ خان، حافظ محمد اویس زمان، حافظ سہل سہیل، عبدالمتین، محمد سعید نے سرانجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو شرف قبولیت بخشیں اور شفاعت نبوی سے بہرہ مند فرمائیں۔ آمین، بحرمۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم! ☆☆☆

قبولِ حق کا سفر، ۴۳ غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل

کنری (نامہ نگار) دینِ حق سے متاثر ہو کر ۴۳ غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے جن میں قادیانی، عیسائی اور درجنوں ہندو خاندان شامل ہیں۔ تفصیلات کے مطابق اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر سنجر جانگ چیمبر کے قادیانی منور احمد تعلقہ ڈیپلو کے بگو، تعلقہ ڈیپلو ہی کی رانی، تعلقہ چھورو کے گوند رام لیاقت یونیورسٹی حیدرآباد، حیدرآباد کی کرسچن خاتون شمائلہ، تعلقہ عمرکوٹ کی جنتی، کھپرو کی تارا کی تعلقہ کنری، ریشما کوہلی سمیت درجنوں غیر مسلموں نے خانقاہ گلزار خلیل سامارو کے سجادہ نشین پیر محمد ایوب جان سرہندی کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا...... نومسلموں نے بتایا کہ ان پر کسی کا دباؤ نہیں تھا بلکہ وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اپنی رضا و خوشی سے مسلمان ہوئے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۵ر جنوری ۲۰۱۷ء)

تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا خطاب

ضبط وترتیب: مولانا شعیب کمال

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

گزشتہ دو مہینوں سے ملک عزیز پاکستان میں ایک بحث چل رہی ہے اور وہ بحث سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا، پارلیمنٹ، ایوان بالا، جلسے جلوس اور دھرنوں تک پہنچی۔ آج کی مجلس میں میں صرف نفس واقعہ آپ حضرات کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ حضرات کے علم میں آسکے کہ دراصل یہ بحث کس چیز کی تھی اصل قضیہ کیا تھا، جھگڑا کہاں سے شروع ہوا اور وہ اس وقت بات کہاں پہنچی ہے، آیا جو کچھ ہوگیا ہے اتنا کافی ہے یا مزید بھی اس سلسلے میں ہمیں کوئی کام کرنا چاہیے۔

آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ ۱۹۷۴ء میں ہمارے ملک عزیز پاکستان۔ کے پرائم منسٹر جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم تھے۔ ہمارے وزیر داخلہ جناب خان عبدالقیوم خان، وفاقی وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ اور وفاقی لاء سیکرٹری جناب افضل چیمہ صاحب تھے۔ جناب بھٹو صاحب نے اس وقت کے قائد حزب اختلاف حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ گفتگو اور مذاکرات کے لئے تشریف لائیں اس کے لئے سرکاری سطح پر اعلان ہوچکا تھا کہ ۷ ستمبر سے پہلے پہلے قومی اسمبلی کی سب کمیٹی قادیانی مسئلہ سے متعلق اپنی تمام تر سفارشات مکمل کرلے گی اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ سے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ جناب بھٹو مرحوم نے مفکر اسلام مفتی محمود مرحوم کو محض اس لئے بلایا کہ کل اجلاس ہونا ہے اس اجلاس سے پہلے چھ قراردادیں قومی اسمبلی میں جمع ہوچکی تھیں ایک تقریباً ۳۸ حزب اختلاف کے ارکان اسمبلی کے دستخطوں کے ساتھ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے پیش کی تھی، ایک قرارداد گورنمنٹ کی طرف سے پیش ہوئی، ایک قرارداد حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے پیش کی اور ایک قرارداد پاکستان پیپلز پارٹی کے رکن اسمبلی جناب ملک جعفر خان مرحوم نے پیش کی تھی، آپ حضرات کے ملک عزیز کے ایک جرنیل تھے ان کا نام تھا جنرل عبدالعلی، ایک کا نام تھا ملک اختر یہ دونوں قادیانی تھے اور ملک جعفر صاحب بھی قادیانی تھے خود قادیان کے اندر پڑھتے رہے بعد میں اللہ تعالی نے توفیق دی کہ انہوں نے اسلام قبول کیا صرف اسلام قبول نہیں کیا بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی میں شریک ہوکر ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پارٹی کے ٹکٹ پر حصہ بھی لیا، اللہ نے کرم کیا کہ وہ کامیاب ہوگئے پھر بعد میں وہ سائنس کے وزیر بھی بنے، دو تین دفعہ ان کی وزارتیں بھی تبدیل ہوئیں لیکن وہ آخر وقت تک پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ وفادار رہے۔ انہوں نے بھی ایک قرارداد جمع کرائی تھی۔ کل چھ قراردادیں تھیں....

کل قومی اسمبلی میں فیصلے کا اعلان ہوچکا ہے اب مشکل یہ تھی کہ اگر ان چھ قراردادوں پر بیک وقت بحث شروع ہوجائے تو قومی اسمبلی کا اجلاس وہ ایک مچھلی منڈی بن جائے گا مشکل ہوجائے گی کہ یہ لفظ ٹھیک نہیں، اس جملے کو کاٹ دو، اس کی جگہ یہ رکھو، یہ قرارداد نہیں آنی چاہیے، یہ جملہ یوں نہیں یوں ہونا چاہیے تو اس تو تکار سے اسلامیان وطن کے لئے کوئی اچھا میسج نہیں جائے گا اس لئے جناب پرائم منسٹر صاحب نے انتہائی بالغ نظری کے ساتھ اس وقت کے قائد حزب اختلاف سے فرمایا کہ چار پانچ ہمارے، چار پانچ آپ کے، آپ آجائیں ساری قراردادوں کو سامنے رکھ کر ایک نئی قرارداد مرتب کرلی جائے متفقہ طور پر اور اس کے الفاظ بھی طے ہوجائیں، اگلے دن جب قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہو تو سرکاری سطح پر قائد ایوان کی جانب سے جناب بھٹو صاحب کی جانب سے گورنمنٹ کی طرف سے جناب عبدالحفیظ پیرزادہ وفاقی وزیر قانون اسے پیش کریں قائد حزب اختلاف اٹھ کر اس کی تائید کریں اس کے جواب میں پوری اسمبلی کے حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ارکان یعنی پورا ایوان ہاتھ کھڑے کرکے اس کی تائید کریں پرائم منسٹر انھیں اور شکریے پر مشتمل ایک پالیسی بیان جاری کریں، اس کے بعد مشترکہ طور پر پورے ایوان میں ختم نبوت کا نعرہ لگے، سارے اپنے اپنے گھروں کو جائیں اور پورا ملک رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلے کے حل ہونے پر خوشی کا اظہار کرے۔ ان کی طرف سے مثبت تجویز آئی تھی چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، جناب پروفیسر غفور احمد، چوہدری ظہور الٰہی، چار آدمی یہ چار آدمی جن کا میں تذکرہ کرچکا گورنمنٹ کی طرف سے، ان آٹھ افراد پر مشتمل اجلاس منعقد ہوا، یہ چھ اور

سات ستمبر کی درمیانی رات کی بات ہے، طویل مذاکرات کے بعد قرارداد مرتب ہوگئی کہ آئین کی فلاں دفعہ کی فلاں شق میں یہ ترمیم کی جائے گی، آئین کی فلاں شق کی فلاں دفعہ میں یہ اضافہ کیا جائے گا اس کے بعد یہ ہوگا یہ، یہ ساری چیزیں مرتب ہوگئیں جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سے ایک اشکال کیا (میں آپ حضرات یعنی کراچی والوں کے سامنے کم وبیش پانچ چھ مقامات پر آج سے بہت عرصہ پہلے اس کی تفصیل پیش کرچکا ہوں آج کی مجلس میں مجھے اس موضوع کو ہاتھ نہیں لگانا میں اگلی بات عرض کرتا ہوں) جب یہ قرارداد مرتب ہوگئی جناب بھٹو صاحب نے مفتی محمود صاحب کے سامنے اشکال پیش کیا کہ حضرت مفتی صاحب آپ ہم کل فیصلہ کردیتے ہیں کہ قادیانی مسلمان نہیں، آئین کے اندر انہیں غیر مسلم شمار کردیتے ہیں لیکن اگر قادیانی اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے تو کراچی سے لے کر خیبر تک پورے ملک میں ایک ایک قادیانی کو گھر سے نکال کر اسے قانون کا پابند بنانا کتنا مشکل کام ہوگا، یہ عجیب میرے ذہن میں اشکال پیدا ہورہا ہے ساری رات میں اس کے اوپر غور کرتا رہا مجھے اس کا حل سمجھ نہیں آرہا کہ قادیانیوں سے ہمیں اس قانون کو کس طرح تسلیم کرانا ہے۔

میرے بھائیو! حضرت مولانا مفتی محمود کے سامنے جب پرائم منسٹر کی طرف سے یہ اشکال پیش ہوا حضرت مفتی صاحب زیر لب مسکرائے اور بھٹو صاحب سے فرمایا کہ جناب یہ تو بہت آسان ہے انتہائی آسان، مری ہوئی چیونٹی کسی کو کاٹے تو جتنی اس وقت تکلیف ہوتی ہے اس مسئلہ کو حل کرنے میں اتنی بھی ہمیں تکلیف نہیں ہوگی۔ اس کا آسان علاج ہے، بھٹو صاحب بہت حیران اور ششدر ہوئے اور ہونا چاہئے تھا، انہوں نے حضرت مفتی صاحب کی طرف دیکھا فرمایا: مفتی صاحب! وہ کیسے؟ انہوں نے کہا کہ دیکھئے پورے ملک کے باسیوں نے ہر وہ شخص جس کے پاس پاکستان کی شہریت ہے ان سب نے پورے ملک کے لوگوں نے کراچی سے لے کر خیبر تک، بہاولپور کے ریگستانوں سے بولان پہاڑ کی چوٹیوں تک، پورے ملک نے شناختی کارڈ بنوانے ہیں، جس نے باہر کا سفر کرنا ہو اس نے پاسپورٹ بھی بنوانا ہے، پورے ملک کے لوگوں کی ووٹر لسٹیں بھی تیار ہونی ہیں آپ ایک کام کریں کہ ووٹر لسٹوں کے فارم میں، شناختی کارڈ کے ایپلیکیشن کے فارم میں اور پاسپورٹ کے اندر آپ کالم کا اضافہ کریں مذہب کا۔ جس نے ووٹ بنوانا ہے جس نے پاسپورٹ بنوانا ہے جس نے شناختی کارڈ بنوانا ہے وہ اس فارم میں اپنے مذہب کا اظہار کرے، میں عیسائی ہوں، میں سکھ ہوں، میں بدھسٹ ہوں، میں ہندو ہوں، میں قادیانی ہوں جو ان کا مذہب ہو لکھ کر جائیں کوئی مسئلہ نہیں ہاں جو شخص اس کالم میں اپنے مذہب کا نام اسلام لکھے اپنے آپ کو مسلمان شو کرائے اس کے لئے نیچے ایک حلف نامہ لگادیں کہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت کا آخری نبی سمجھتا ہوں، آپ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے جیسے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی میں ان کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ تو جو شخص اپنے مذہب کا ان فارموں میں اپنے مذہب اسلام کا اظہار کرے خود کو مسلمان کہے وہ مرزے کے کفر پر دستخط کرے اور جو مرزے کے کفر پر دستخط نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں لکھوا سکتا آسان علاج ہے اگر ملک میں کوئی قادیانی شناختی کارڈ بنوائے اس کے لئے دو راستے ہیں یا یہ کہ مرزے غلام احمد کے کفر پر دستخط کرے یا یہ کہ وہ مسلمانوں میں نام نہیں لکھوا سکتا مسلمانوں میں وہی نام لکھوائے گا جو غلام قادیانی کے کفر پر دستخط کرے گا۔ یہ آسان علاج ہے انہوں نے بیٹھے بیٹھے ایک ایسا راستہ تیار کردیا قادیانیوں کے لئے آہنی شکنجہ ایسے طور پر تیار کیا، ایک ایک قادیانی کی گردن میں ایسا پیچ کس کے یہ کڑا ان کی گردنوں کے اندر فٹ کردیا کہ اگر وہ مسلمانوں میں نام لکھوائیں تو مرزے کے کفر پر دستخط کریں اور اگر مرزے کے کفر پر دستخط نہیں کرتے تو وہ خود کو مسلمان نہیں لکھوا سکتے۔

یہ فیصلہ ہوگیا آپ حضرات کو معلوم ہے جناب بھٹو صاحب نے اس تجویز پر حضرت مفتی صاحب کا کھلے دل کے ساتھ شکریہ بھی ادا کیا اور فرمایا کہ مفتی صاحب آپ نے کمال کردیا رات سے میرے ذہن پر جو ہمالیہ پہاڑ سوار تھا آپ نے اسے اتار کر مجھے بالکل تروتازہ کردیا ہے۔ اس دن قومی اسمبلی میں جہاں اور فیصلے ہوئے ان قومی رہنماؤں کے درمیان حزب اختلاف حزب اقتدار کے درمیان یہ فیصلہ بھی ہوگیا۔

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ اس کے بعد جناب بھٹو صاحب کی حکومت کے دور میں آزادانہ الیکشن ہوئے تھے ۱۹۷۷ء کے اور وہ مخلوط انتخاب تھے اب میں مخلوط اور جداگانہ انتخاب کی بحث میں آپ حضرات کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے جنہیں نہیں معلوم وہ خود اپنے طور پر اسٹڈی کرلیں اب میں نتیجے کی بات کرتا ہوں۔ ۱۹۷۷ء کا الیکشن ہوا مخلوط الیکشن تھا لیکن اس میں فہرستیں جدا جدا تھیں، مسلمانوں کی علیحدہ، اقلیتوں کی علیحدہ اور حتی کہ ان کے کاغذوں کے رنگ بھی جدا جدا تھے۔ قادیانیوں کے لئے علیحدہ، ہندوؤں کے لئے علیحدہ، سکھوں کے لئے علیحدہ، عیسائیوں کے لئے علیحدہ، ملک کے اندر جداگانہ فہرستیں تیار ہوئیں۔ حالانکہ ۱۹۷۷ء کا الیکشن مخلوط تھا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے بعد آگے

چل کر برسر اقتدار آئے جناب جنرل ضیاء الحق صاحب۔ انہوں نے ملک کے اندر اعلان کردیا کہ میں جداگانہ انتخاب کراؤں گا اور آپ حضرات میں سے جو میری عمر کے ہیں ان دوستوں کو یاد ہوگا کہ ہمارے ملک کے ایک جج تھے ان کا نام تھا مولوی مشتاق، اس مشتاق صاحب نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت کا فیصلہ لکھا تھا اس مولوی مشتاق کو جنرل ضیاء الحق صاحب نے اس خوشی میں کہ میری مرضی کے مطابق فیصلہ کیا۔ جب وہ ریٹائر ہوئے فوراً انہیں الیکشن کمیشن کا سربراہ بنادیا۔ اس مولوی مشتاق کو ہر وقت یہ کھٹکا رہتا تھا کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آگئی تو میں نے ان کے رہنما کے خلاف جو اتنا سنگین فیصلہ لکھا ہے یہ میری چمڑی ادھیڑ دیں گے۔ اس کے پاس رات کے وقت اس کے گھر مرزا ناصر احمد گیا اور ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ مرزا ناصر احمد نے اسے کہا کہ مشتاق اس پریشانی میں، میں آپ کا ساتھ دیتا ہوں، عالمی عدالت کا اس وقت کا صدر چوہدری ظفر اللہ قادیانی تھا، مشتاق کو کہا کہ آپ یہاں سے الیکشن کرانے کے بعد ریٹائرمنٹ لیں، باہر چلے جائیں، میں آپ کو چوہدری ظفر اللہ کے ذریعے عالمی عدالت کا جج بنوادیتا ہوں آپ وہاں پر عیش کی زندگی گزاریں آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ ہمارے لئے یہ کام کریں کہ آپ اس حلف نامے میں اتنی تبدیلی کردیں کہ ہم قادیانی ہونے کے باوجود مسلمانوں والا حلف نامہ پر کرکے خود کو مسلمانوں میں لکھ سکیں چنانچہ مشتاق کا اور مرزا ناصر احمد کا رات کے وقت یہ گٹھ جوڑ ہوا۔ قادیانیوں کی مرضی اور منشاء کے مطابق مشتاق احمد نے اس حلف نامے میں تبدیلی کی۔ یہ پہلا شب خون مارا گیا ختم نبوت کے حلف نامے پر اور اس حلف نامے کے اندر تبدیلی کردی گئی اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف جالندھری تھے وہ اتنے بیدار مغز اور آگاہ انسان تھے کہ ہر وقت کے اتار چڑھاؤ کا ان کو معلوم ہوتا تھا انہیں اطلاع ملی کہ حلف نامے میں یہ تبدیلی کردی گئی وہ چیف الیکشن کمیشن کے دفتر گئے جا کر ان سے پرانا حلف نامہ بھی لیا اور نیا حلف نامہ بھی اپنے ذرائع سے نکلوایا، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب شوگر کے مسئلہ کے باعث اپنے انگوٹھے کے آپریشن کے سلسلے میں پنڈی سی ایم ایچ میں زیر علاج تھے ،حضرت مولانا محمد شریف جالندھری ان کو جا کر ملے اور ان کے سامنے دونوں فارم رکھ دیئے حضرت مفتی صاحب نے دونوں فارم دیکھے پھر مولانا محمد شریف جالندھری کی طرف دیکھ کر کہا کہ مولانا یہ کیا غضب ہوگیا ہم نے تو اتنے سالوں کی جدوجہد کے نتیجے میں جو فتح حاصل کی تھی اسے یکدم ہماری شکست میں بدل دیا گیا ہے یہ تو بڑا گھپلا ہوا۔ نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم کو مفتی صاحب نے ہسپتال کے اندر بلوایا اور انہیں کہا کہ آپ ضیاء الحق کے پاس جائیں اور ان کو جا کر کہیں کہ کراچی سے لے کر خیبر تک اگر ایک قادیانی کا ووٹ بھی مسلمانوں کے ساتھ بنا تو پورے ملک میں ہم تحریک چلائیں گے اور قادیانیوں کے متعلق امت کو اللہ نے جو کامیابی عطا فرمائی ہے اس کامیابی کو ہم کبھی شکست میں تبدیل نہیں ہونے دیںگے وہ ضیاء صاحب کے پاس گئے انہیں جا کر یہ ساری بپتا سنائی، جنرل ضیاء الحق نے دونوں فارموں کو ملاحظہ کیا اور سر پکڑ کر بیٹھ گئے کہ مشتاق نے تو مجھے بھی پتہ نہیں چلنے دیا انہوں نے مشتاق کو فون کیا مشتاق جواب میں آئیں بائیں شائیں کرنے لگا کہ جی یہ تو معمولی بات ہے ایک دو لفظ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو اتنا بڑا گھپلا ہے یہ تو علماء کسی طرح بھی قبول نہیں کریں گے اس نے کہا کہ جی اب تو کروڑوں کی تعداد میں فارم چھپ چکے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق نے مفتی صاحب کو فون کیا کہ حضرت اگر یہ سارے فارم کینسل کرتے ہیں تو یہ ملک کے بجٹ پر کروڑوں روپے کا بوجھ ہوگا، آپ مہربانی کریں اس دفعہ تو چلنے دیں آئندہ سیٹ کرلیں گے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ یہ جو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا قوم کا، ملکی خزانے کا یہ تو مشتاق کے پیٹ سے نکالو جس نے یہ چالاکی کی ہے، باقی جہاں تک فارم کی بات ہے ہم سب کچھ برداشت کرلیں گے مگر قادیانیوں کو دوبارہ مسلمانوں میں شمار کیا جائے ہم برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اللہ نے کرم کا معاملہ کیا وہ سارے فارم دوبارہ سے کینسل ہوئے، نئے سرے سے پرانے حلف نامہ کے مطابق وہ فارم چھپے صرف فارم نہیں چھپے، میں کہتا ہوں کہ ایک مرتبہ پھر کفر ہارا اور اسلام جیتا۔

جنرل ضیاء الحق کے بعد.... میں پاکستان کی تاریخ نہیں بیان کررہا میں صرف ان واقعات کی کڑیاں ملا رہا ہوں میں تو اپنے موضوع کی بات کرتا ہوں.... برادران عزیز! پھر تشریف لائے جناب پرویز مشرف، جنرل ضیاء الحق نے کہا تھا کہ جداگانہ انتخاب ہوں گے، یہ آیا اس نے کہا مخلوط انتخاب ہوں گے، مجھے اس موقع پر دل کے پھپھولے پھوڑنے کا آپ حضرات موقع دیں کہ ہمارے جنرل صاحبان کے انہی تجربوں نے ہمارے وطن عزیز پاکستان کا یہ حال کیا ہے انہوں نے ملک عزیز کو کسی سمت میں چلانے کی بجائے تجربہ گاہ بنادیا۔ اب یہ آئے پرویز مشرف انہوں نے کہا کہ ملک کے اندر مخلوط انتخاب ہوں گے مخلوط انتخاب کا معنی یہ کہ اب قادیانی، ہندو، عیسائی، مسلمانوں کی سب کی فہرستیں ایک ساتھ بنیں گی۔ مجھے یاد ہے ۲۹ رمضان المبارک تھی، یہ ۲۰۰۲ء کی بات کررہا ہوں، حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے صاحبزادے صاحبزادہ عزیز احمد صاحب، مولانا محمد

اکرم طوفانی اور یہ مسکین ہم تین آدمی مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے پاس عبدالخیل روزے کی حالت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کی کہ حضرت یہ گھپلا ہو رہا ہے، مولانا نے سنا اور کہا کہ اچھا کیا آپ میرے پاس آگئے۔ کل عید ہو سکتی ہے، میں اپنے جمعیت کے دوستوں سے کہتا ہوں آپ اپنے احباب سے کہیں کہ اگر کل عید ہوتی ہے تو عید کے اجتماع میں اس پر آواز بلند کی جائے، میں بھی کل عبدالخیل میں عید کے اجتماع میں اس مسئلہ پر آواز اٹھاؤں گا۔ عید کے بعد بیٹھتے ہیں بیٹھ کر کوئی راستہ بناتے ہیں کوئی لائحہ عمل بنائیں گے۔ پہلے تو کوشش کریں گے کہ اس کا کوئی حل نکل آئے اگر کوئی حل نہ نکلا تو اللہ کے ہاں سرخرو تو ہو جائیں گے، کہ جو ہمارے بس میں تھا ہم نے وہ کیا۔ اگلے دن عید کا چاند نظر آ گیا کراچی سے لیکر خیبر تک جن خطیبوں کو ہم کہہ سکتے تھے ہم نے بھی کہا جمعیت نے بھی کہا۔ دوستوں نے آواز بھی بلند کی، عید کے دوسرے تیسرے دن مولانا فضل الرحمٰن ملتان تشریف لائے اب مجھے یاد نہیں کہ ملتان میں میٹنگ ہوئی یا خانقاہ سراجیہ میں پرانا ریکارڈ دیکھا جائے چھپا ہوا موجود ہے میں نے اس زمانے میں یہ ساری تفصیل کچھ کچھ لکھ دی تھی بہر حال اجلاس ہوا طے پایا کہ جمعیت علماء اسلام کی جانب سے ایک اے پی سی بلائی جائے اقرأ روضۃ الاطفال کے سربراہ ہمارے مخدوم مولانا مفتی محمد جمیل خان کے ذمہ لگا کہ فلائی ہوٹل لاہور کی بکنگ اس کے انتظامات اور اس کے اخراجات۔ حضرت مولانا عبدالغفور حیدری کے ذمہ لگا کہ آپ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، جماعت اسلامی، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت اہل حدیث، غرض چاروں مکاتب فکر جس میں دیوبندی بریلوی شیعہ سنی کی کوئی تمیز نہیں چاروں مکاتب فکر، پانچوں وفاق المدارس کے نمائندگان پر مشتمل تمام سیاسی مذہبی پارٹیوں کی مشترکہ اے پی سی بلائی گئی۔ آج بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے، میں آج بھی آنکھیں بند کروں تو وہ منظر مجھے نظر آتا ہے یہ نوابزادہ نصر اللہ بیٹھے ہیں ان کے ساتھ قاضی حسین احمد، یہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن، یہ پروفیسر ساجد میر، یہ ساجد نقوی یہ ان کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ خان محمد پورے ملک کی دینی و سیاسی قیادت اس اجلاس کے اندر شریک تھی۔ اجلاس ہوا سارا دن اس کے اوپر بحث چلتی رہی، شام کو فیصلہ ہوا کہ گورنمنٹ کو ایک ہفتہ کا نوٹس دیا جائے کہ وہ ایک ہفتے کے اندر اندر اعلان کرے کہ حسب سابق فہرستیں علیحدہ علیحدہ چھپیں گی اگر ایک ہفتے میں انہوں نے یہ نہیں کیا تو اللہ کا نام لے کر ہم پوری قوم سمیت سڑکوں پر آئیں گے دمادم مست قلندر ہوگا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پیغام کو عام کیا جائے گا۔ چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ ادھر عصر مغرب کے درمیان اعلان ہوا اور ادھر اگلا دن نہ زرا ایک دن نہ دو کر اگلے دن ٹھیک نو بجے پہلی دفعہ مشرف کی گردن کا سریا ٹیڑھا ہوا اور ایک مرتبہ پھر دنیا نے دیکھا کہ تیسری دفعہ پھر پاکستان کی تاریخ میں کفر ہارا اسلام جیتا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ فہرستیں علیحدہ علیحدہ ہوں گی۔

اس کے بعد ملک عزیز میں الیکشن چلتے رہے آٹھ کے بھی ہوئے تیرہ کے بھی ہوئے یہ برابر کام چلتا رہا آج تک کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ اب ۲؍ اکتوبر کو آج سے تقریباً ۲ ماہ ۱۰ دن پہلے ملک عزیز کے ۲۰۱۸ء کے الیکشن کو سامنے رکھ کر پورے پاکستان کے تمام تر جماعتوں کی جدوجہد اور کوشش کے ساتھ ایک بل لایا گیا۔ اس بل کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ، تحریک انصاف، جماعت اسلامی، جمعیت علماء اسلام تمام تر جماعتوں کے نمائندگان موجود تھے ایک سو چھبیس اجلاس ہوئے ڈیڑھ سال سے برابر یہ بحث چل رہی تھی۔ ہر الیکشن کے موقع پر انتخابی اصلاحات کا بل لایا جاتا ہے یہ ہماری پارلیمنٹ کی روایت ہے کہ فلاں الیکشن میں یہ غلطی ہوئی اسے نہ دہرایا جائے اس چیز کو حذف کر دیا جائے پروسیجر تبدیل کر دیا جائے۔ روٹین کے مطابق یہ بل لایا جاتا تھا کمیٹی کے ایک سو چھبیس اجلاس ہوئے بحث چلتی رہی سب کی تجاویز سنی جاتی رہیں، گورنمنٹ کہتی رہی بہت اچھا بہت اچھا، سارے کمیٹی والے مطمئن کہ ہماری تجاویز کو مان لیا گیا آخری موقع پر جب کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق بل کو تیار کرنے کا موقع آیا تو اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ پاکستان کے وزیر قانون، ان کے ساتھ انوشہ رحمان، کیوں جھوٹ بولا جا رہا ہے کہتے ہیں کہ پتہ نہیں، ہم مسکینوں سے پوچھو ہم بتاتے ہیں کون کون مجرم ہے، زاہد حامد، انوشہ رحمان، زاہد حامد کا بھائی جو ایک مغربی این جی او چلاتا ہے وہ، پاکستان کا ایک ڈپٹی اٹارنی جنرل ہے اس کا نام ہے عامر رحمٰن وہ سکہ بند قادیانی ہے وہ بھی اس اجلاس میں موجود تھا، قادیانیوں کا وفد بھی اس میں شریک تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس ڈرافٹ کو تیار کرنے والی کمیٹی کو باقاعدہ حکم تھا کہ جو قادیانیوں کی ڈیمانڈ ہے وہ پوری کرو، جناب نواز شریف صاحب اپنی اولاد کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھا کر کہہ دیں کہ ترمیم کرنے کے بعد باقاعدہ نواز شریف کو لندن میں انفارم نہ کیا گیا ہو کہ ہم نے ترمیم کر دی۔ انہوں نے منظوری دی۔ یہ سب برابر کے اندر شریک ہیں باقی پارٹیاں کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ کیا ہوا، یہ بچاسی صفحات کا بل رات کو تیار ہوا، رات کو کمپوز ہوا اگلے دن آ کر اس کو پیش کیا گیا۔ پوری سیاسی قیادت کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ کیا گھپلا ہوا، ہر ایک نے یہی سمجھا کہ ہمارے ارکان اس کمیٹی میں موجود تھے کمیٹی کی ہدایات کے مطابق وہ

بل ہوگا انہوں نے انتہائی ڈرامائی انداز میں کسی کو خبر نہ ہونے دی، یوں کرکے اپنی بغل کے اندر سے بل گزار دیا، کسی کو پتہ نہ لگنے دیا ان حالات میں کس زبان سے میں اللہ کا شکر ادا کروں کہ ۲؍اکتوبر کی شام کو یہ بل پیش ہوا ۳؍اکتوبر کی صبح ہونے سے پہلے پہلے اللہ نے کراچی سے لے کر خیبر تک پوری امت کو ایک پیج پر کھڑا کردیا۔ ایسا ماحول بنا کہ حکمرانوں کو لینے کی بجائے دینے پڑگئے۔ پہلے پورے طمطراق سے کہتے رہے کہ کچھ نہیں ہوا، جب دباؤ پڑا تو دو گھنٹے کے بعد ان کی گردن جھکی، کہنے لگے: ہاں غلطی ہوگئی ہے، دیکھتے ہیں۔ میں کراچی آیا ہوا تھا مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ گواہ ہیں، مولانا فضل الرحمٰن مکہ میں تھے، میں نے انہیں فون کیا کہ آپ کے والد کی محنت، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے لے کر شیخ بنوریؒ تک امداد اللہ کی الف سے بنوری کی یاء تک پوری امت کی محنت غارت کردی گئی۔ مولانا نے کہا اللہ کا نام لیں آپ صبر کریں، میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔ انہوں نے نواز شریف کو کہا کہ اس مسئلہ میں نہ سیاست چلے گی نہ چوں چرا چلے گی جو غلطی کی ہے اس کا اعتراف کرو اور شام تک اعلان کرو کہ ہم اس کو دوبارہ اصلی حالت میں بحال کریں گے اگر آپ نے بحال نہ کیا ہماری آپ کی راہیں جدا جدا، ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ساتھ کھڑے ہوں گے آپ کے ساتھ کھڑے نہیں ہوں گے۔ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں پہلی دفعہ یہ واقعہ ہوا کہ آج ایک ترمیم پیش ہوئی اور ایک دن چھوڑ کر اس ترمیمی بل میں حکومت کو ترمیم کرنی پڑی۔

اب دوسرا مرحلہ درپیش ہوا، جامعۃ الرشید کراچی کے مفتی عبدالرحیم صاحب سے معلوم ہوا حافظ حمداللہ صاحب سے میٹنگ ہوئی کہ دفعہ 7C اور 7B اس ترمیم کے بعد بھی اب تک بحال نہیں ہوئیں۔ یہ ایک نئی مصیبت تھی۔ اس کے لئے ۱۹، ۲۰؍اکتوبر کو چناب نگر میں ختم نبوت کی کانفرنس تھی، ۲۰؍اکتوبر جمعہ کے موقع پر آخری خطاب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا تھا۔ وہ تشریف لائے، ہم نے ان سے درخواست کی کہ حضرت 7C، 7B کا کیا بنے گا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے سپریم کورٹ کے اعلیٰ وکلاء کو بلا کر مشاورت کے بعد ایک ترمیم تیار کی ہے۔ سینیٹ میں بھی جمع کرائی ہے، قومی اسمبلی میں بھی، تمام پارلیمانی جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس بھی ہوچکا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، تحریک انصاف، ایم کیو ایم، جماعت اسلامی، اے این پی اور جمعیت علماء اسلام تمام پارٹیاں اس میں شریک ہوئیں تمام پارٹیوں کے سربراہان نے کہا کہ آپ بل پیش کریں ہم سب اس کی تائید کریں گے۔ مولانا نے کہا آج ۲۰؍اکتوبر ہے، ۲۵؍اکتوبر کے قریب قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا چاہتا ہے، اس میں یہ چیزیں آجائیں گی اطمینان رکھیں حل نکل آئے گا۔ اللہ کی شان اجلاس ہوا گورنمنٹ کی بدبختی کہ انہوں نے اس بل کو شریک نہیں کیا سینیٹ کا اجلاس بھی ہوگیا بل نہیں آنے دیا۔ اب ہمارے لئے مشکل، کیا کریں کیوں کہ اب فوری الیکشن کمیشن نے کارروائی شروع کرنی ہے اگر ووٹ بننے شروع ہوگئے اور کوئی قادیانیوں کا ووٹ مسلمانوں میں درج ہوگیا تو ہم اس کو چیلنج نہیں کرسکیں گے۔ اللہ نے پھر کرم کا معاملہ کیا ہم ہائی کورٹ میں گئے، آج شام کورٹ میں درخواست دائر ہوئی اگلے دن صبح جب عدالت لگی، انہوں نے چار صفحات پر مشتمل فیصلہ دیا اور الیکشن کمیشن کو پابند کردیا کہ خبردار معاملہ جوں کا توں رہے۔ ایک ووٹ بھی کوئی قادیانیوں کا مسلمانوں میں درج نہیں ہوسکا۔ ادھر ۱۵؍نومبر کو پتہ چلا کہ ۱۶؍نومبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس بلا لیا گیا ہے اور ۱۷؍نومبر کو سینیٹ کا اجلاس بلا لیا گیا ہے، ہم نے پھر مولانا فضل الرحمٰن کو فون کیا کہ وزیر اعظم نے پارلیمانی سربراہان کا اجلاس بلایا ہے۔ مولانا نے کہا کہ میں نے اس اجلاس میں نہیں جانا، ہماری طرف سے اکرم خان درانی جائیں گے ان سے بات کرلیں۔ ان سے بات ہوئی، انہوں نے کہا آپ کو پیشگی مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ کیا ہے کہ گورنمنٹ نے کل کے اجلاس کے لئے سرکاری طور پر جو ایجنڈا بھیجا ہے اس میں پہلی شق 7B,7C کی بحالی کی ہے، کل ہم فیصلہ کریں گے، پرسوں قومی اسمبلی کے اجلاس میں۔ اطمینان رکھیں یہ آجائے گا ہم نے بل تیار کیا ہوا ہے۔ حکومت نے بھی بل تیار کیا ہے حکومت کے بل کو اپنے بل کے ساتھ ملائیں گے ٹیلی کریں گے کوئی ہیر پھیر ہوا اس کو سیٹ کریں گے اور اس کے بعد ایسا بل پیش ہوگا کہ آج تک جتنے پیچ ڈھیلے کیے گئے ایسا بل تیار کریں گے ساری پچولیں کسی جائیں گی ساری کسریں نکالی جائیں گی۔

ادھر دشمن کو دیکھو وہ کیا کر رہا ہے امریکا کے سینیٹ کے چھ ارکان نے جو ان کے اقلیتوں کی کمیٹی ممبران ہیں انہوں نے اپنے وزیر خارجہ کو کہا کہ پاکستان گورنمنٹ کو کہو کہ وہ اس قانون کو ختم کریں۔ ادھر سوئٹزر لینڈ میں ہیومن رائٹس والوں کا اجلاس منعقد ہوا، لندن کے نمائندے نے کہا: پاکستان گورنمنٹ کو کہو قانون کو ختم کریں۔ اگر یہ حالات نہ بنتے، پتہ نہیں ہماری گورنمنٹ کس طرح ان کے سامنے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتی۔ پتہ نہیں کیا کچھ کرتے ادھر دباؤ بڑھا، ادھر قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا، ادھر اللہ تعالیٰ نے خادم رضوی صاحب کو فیض آباد بھیج دیا، اللہ اکبر! ایک وہ مورچہ لگا ہے، ایک ہائیکورٹ میں مورچہ لگا، ایک قومی اسمبلی کے اندر مورچہ لگا ہے، چاروں طرف سے اللہ نے ختم نبوت کی

حفاظت کا سامان کردیا اور پھر ۱۶/نومبر کی شام قومی اسمبلی میں بل پیش ہوا۔ ایک بار پھر دنیا نے دیکھا کراچی سے لے کر خیبر تک پورے پاکستان کی پارلیمنٹ کے ممبران جو اس اجلاس میں موجود تھے، ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا اور اتفاق رائے سے بل منظور کرلیا اور دنیا نے دیکھا ایک بار پھر کفر ہارا اسلام جیتا۔ 7B بھی بحال کردی گئی 7C بھی بحال کردی گئی۔ اگلے دن 17/تاریخ کو سینیٹ کا اجلاس ہوا، اللہ نے کرم کا معاملہ کیا، وہاں بھی منظور ہوگیا۔ پاکستان کی تاریخ میں ایک بار پھر اسلامیان وطن نے یہ نظارہ دیکھا کہ پاکستان کی پوری پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیت کے کفر پر دستخط کردیے۔

آج میں اس پوزیشن میں ہوں کہ آپ دوستوں کے سامنے علی الاعلان، ڈنکے کی چوٹ، بیچ میدان کے، سینہ تان کے، رب کی رحمت کی ڈھیری پر ہاتھ پر رکھ کر یہ اعلان کرسکوں کہ آپ اور میں رہیں نہ رہیں ان شاء اللہ! یہ ملک بھی رہے گا، ملت بھی رہے گی، ختم نبوت بھی رہے گی۔ باقی رہا یہ قانون یقین فرمایئے جس طرح مجھے یقین ہے کہ خدا ایک ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری سچے رسول ہیں، جس طرح مجھے یقین ہے کہ آپ دوست میرے سامنے بیٹھے ہیں، رب محمد کی قسم! اس طرح مجھے یقین ہے کہ یہ قانون رہے گا اس قانون کو ختم کرنے والے ختم ہوجائیں گے، یہ قانون ختم نہیں ہوگا۔ لوگو! تم نے دیکھا نہیں اس کریم کے کرم کو اس بے نیاز ذات کے فیصلوں کو جن لوگوں نے ختم نبوت کے سلسلے میں غداری کی آج وہ اپنی اولادوں سمیت عدالت کے دھکے کھاتے پھر رہے ہیں، ختم نبوت کا جھنڈا کل بھی بلند تھا، آج بھی بلند ہے اور قیامت کی صبح تک بلند رہے گا۔ ☆☆

بقیہ: اتحاد واتفاق کی برکت

ایک اور حدیث میں ہے:

’’المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً ثم شبک بین اصابعہ۔‘‘ (متفق علیہ، مشکوٰۃ، ص:۴۲۲)

ترجمہ: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہے، جیسے ایک عمارت کہ اس کے بعض اجزا بعض کو تھامے ہوئے رہتے ہیں۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے:

’’المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ۔‘‘ (صحیح مسلم)

ترجمہ: ’’تمام اہل ایمان کی مثال فرد واحد کی ہے کہ اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو پورا بدن دردمند ہوتا ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تب بھی پورا بدن بے چین ہوتا ہے۔‘‘

دوسری چیز جو کسی قوم کے اتحاد واتفاق کی ضامن ہے وہ ہے اس کی اپنے نصب العین سے وابستگی۔ اہل ایمان کا عظیم الشان نصب العین جو مذکورہ بالا آیات کریمہ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دین کی نصرت وحمایت ہے۔ امت جب تک اس نصب العین پر قائم رہے گی اور اس کے لئے جان، مال اور خواہشات کی قربانی دیتی رہے گی اس وقت تک بتوفیق الٰہی متحد ومتفق رہے گی اور جب اس کا یہ نصب العین اس کی نظر سے اوجھل ہوجائے گا اور وہ اپنے مقدس نصب العین سے ہٹ کر خواہشات کے پیچھے دوڑنے لگے گی اس میں ضعف واختلال پیدا ہوگا اور اس کے نتائج افتراق وانتشار کی صورت میں نمایاں ہوں گے۔

ہمارے دانشور اٹھتے بیٹھتے قومی اتفاق واتحاد کے وعظ کہتے ہیں، ان کی کوئی تقریر اس موعظہ حسنہ سے خالی نہیں ہوتی، لیکن اگر صرف لیکچروں، تقریروں، تحریروں، رسائل، اخباروں اور ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈے سے ’’نسخۂ اتحاد‘‘ حاصل کیا جاسکتا تو امت مسلمہ سب سے بڑھ کر متحد ہوتی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتفاق واتحاد کی کلید وہی ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان کی گئی ہے یعنی قوم میں ایمان صحیح پیدا کیجئے اور اسے دین قیم کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کردینے کی مشق کرایئے۔ ایمان سے محبت اور نصب العین سے عشق ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ منتشر قوم کو جمع کرتے ہیں اور ان کے ٹوٹے ہوئے قلوب کو جوڑتے ہیں:

’’یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللّٰہَ یَنصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ أَقْدَامَکُمْ۔‘‘ (محمد:۷)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اگر تم مدد کروگے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور جمادے گا تمہارے پاؤں۔‘‘ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

سرگودھا۔۔۔مولانا محمد اکرم طوفانی عمر کے اعتبار سے بزرگ (۸۵ سال عمر) لیکن عزم وحوصلہ کے اعتبار سے جوانوں سے زیادہ جوان ہیں۔ ہارٹ، بلڈ پریشر، گھٹنوں کے درد سمیت کئی ایک بیماریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹروں کے روکنے کے باوجود کہ دس منٹ سے زیادہ بیان نہیں کرنا گھنٹہ گھنٹہ بیان فرماتے ہیں اور شیر کی طرح گرجتے اور خرمن باطل پر آگ کی طرح برستے ہیں۔ ہمارے حضرت بہلوی (مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادی) کی خدمت میں اصلاح کی غرض سے ایک عرصہ تک حاضری اور آمد ورفت رہی اور خوب ذکر ومراقبہ کی محفلیں برپا کیں۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کے چہیتے مریدوں میں سے ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں گھریلو پریشانیوں سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ایک بیٹی ہے جس نے اپنی ماں کو بھی سنبھالا ہوا ہے۔ آپ کا اوڑھنا بچھونا عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کا تعاقب ہے۔ اللہ پاک نے انہیں حساس دل دیا ہے۔ قادیانیوں نے چناب نگر میں ہارٹ سینٹر بنایا تو مولانا طوفانی تڑپ اٹھے، ان کے مقابلہ میں سرگودھا میں ”خاتم النبیین، میڈیکل ہارٹ سینٹر“ بنانے کا عزم کیا۔ ہمارے جیسے خدام نے انہیں سمجھانے کی بارہا کوشش کی ”جس کا کام، اسی کو ساجھے“ لیکن فولادی عزم کے مالک ہیں بلاخوف لومۃ لائم تعمیر کا آغاز کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دو قامت عمارت کھڑی کر لی۔ جس میں پچاس کمرے مکمل ہو چکے ہیں اور مشینری سمیت ۱۳ کروڑ روپے خرچ آ چکے ہیں۔

یہ سینٹر غریب مسلمانوں کے دلوں کے علاج کا عظیم سینٹر ہے۔ ایک ٹرسٹ جس میں شہر کے تاجر اور علماء کرام شامل ہیں کی نگرانی میں ۲۵ بیڈ پر مشتمل اس ہسپتال میں آؤٹ ڈور کی تمام سہولیات حاصل ہیں۔

خاتم النبیین ہارٹ سینٹر، سرگودھا

ایمرجنسی میں ۲۴ گھنٹے اسپیشلسٹ ڈاکٹر مسلمان مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے موجود ہیں۔ فری ڈسپنسری میں تیس روپے کی پرچی پر مفت چیک اپ کیا جاتا ہے اور ادویات بھی مہیا کی جاتی ہیں، جبکہ ہارٹ اسپیشلسٹ کی فیس ۳۰۰ روپے ہے اور امراض قلب سے متعلق ادویات ۵ فیصد رعایت پر میڈیکل اسٹور سے مہیا کی جاتی ہیں۔

☆......ایکو گرافی کے چارجز ۲۰۰۰ روپے کے بجائے ۸۰۰ روپے ہیں۔

☆......ای سی جی چارجز ۳۰۰ روپے کے بجائے ۵۰ روپے مقرر کئے گئے ہیں۔

☆......انجیو گرافی ۲۲۰۰۰ کے بجائے ۱۵۰۰۰ روپے میں کی جاتی ہے۔

☆......انجیو پلاسی چار لاکھ روپے کے بجائے ۱,۹۶,۰۰۰ روپے میں کی جاتی ہے۔

☆...... چناب نگر کے قادیانی ہسپتال ۳,۷۵,۰۰۰ وصول کرتے ہیں۔

☆......تمام ٹیسٹ آدھی قیمت پر کئے جاتے ہیں۔ ایئر کنڈیشن کمرے کی فیس ۱۰۰۰ یومیہ ہے اور یہ تمام تر مسلمانان سرگودھا کی امداد وتعاون سے ہو رہا ہے۔

مولانا طوفانی کے معاون مبلغ مولانا امجد علی ہیں جو متحرک نوجوان عالم دین ہیں۔ جماعت اور ہسپتال کی ضروریات کے علاوہ دو درس یومیہ دیتے ہیں۔ انہوں نے راقم کو ۲۸، ۲۹ ر دسمبر دو دن نوٹ کرائے، چنانچہ ۲۸ ر دسمبر کو عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد عائشہ سبزی منڈی مولانا محمد ایوب صدیقی، بعد نماز مغرب جامع مسجد ۲۳، بلاک مفتی حبیب اللہ کی دعوت پر، بعد نماز عشاء ابوحنیفہ واٹر سپلائی روڈ میں درس ہوئے۔ موخر الذکر کے خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی مدظلہ ہیں جو ایک صاحب علم، جرأت مند اور بہادر عالم دین اور خطیب ہیں۔ سرگودھا اور مضافاتی اضلاع میں عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے ہمہ وقت پابرکاب رہتے ہیں۔

۲۹ ر دسمبر کو صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد عمر فاروق میں درس ہوا۔ یہ مسجد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے دفتر سے ملحق ہے۔ قاری عبدالرحمن زیدمجدہ اس مسجد کے امام وخطیب ہیں۔ مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ مسجد کے تمام تر نظم کی نگرانی اور سرپرستی فرماتے ہیں۔

۲۹ ر دسمبر ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد حنفیہ موتی بلاک ۲ میں بیان کیا، جس کے خطیب مولانا عبدالرشید ہیں جو جماعت اور جماعت کے رفقاء کے ساتھ بہت محبت فرماتے ہیں، کلاتھ مارکیٹ کی مسجد ہے، جس میں تھوک اور پرچون کا کاروبار ہوتا ہے، کاروبار کے وقت مختصر بیان کیا گیا تاکہ کاروباری حضرات کے کاروبار میں فرق نہ پڑے۔ سینکڑوں نمازیوں نے ختم نبوت کا بیان انتہائی غور وخوض کے ساتھ سنا۔ راقم نے انہیں قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کی شرعی حیثیت سے آگاہ کیا۔

۲۹ ر دسمبر عصر کی نماز کے بعد بلاک نمبر ۴ کی جامع مسجد بلال میں بیان ہوا، جس میں کاروباری طبقہ نے انتہائی توجہ کے ساتھ سنا، یہاں بھی قادیانیوں کی شرعی حیثیت اور ان سے کاروبار کی شرعی حیثیت سے آگاہ کیا گیا۔ رات کا قیام مرکز اہلسنت چک نمبر ۸۷ مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ کے مرکز میں رہا اور دورہ تحقیق المسائل کے شرکاء سے ”تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کے کردار“ پر روشنی ڈالی اور دیوبند کے فرزندوں کو اپنے آباؤ اجداد کی امانت عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور علماء کرام کی ذمہ داری سے آگاہ کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

تبلیغی ودعوتی اسفار

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

خانقاہ سراجیہ کندیاں میں حاضری: خانقاہ سراجیہ سلسلہ نقشبندیہ کی مشہور عالم خانقاہ ہے، جس کی بنیاد خانقاہ نقشبندیہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان کے سجادہ نشین حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا ابوسعد احمد خانؒ نے ۱۹۲۰ء میں رکھی۔ آپ ۲۱ سال تک سلسلہ نقشبندیہ کے مطابق اصلاح خلق اور تزکیہ نفوس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

آپ ۱۲؍صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴؍مارچ ۱۹۴۱ء میں اس دارفانی سے رحلت فرماگئے۔ آپ نے اپنی زندگی میں خاندان سے ہٹ کر اپنے ایک مسترشد حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ جنہیں خانقاہ کا حلقہ حضرت ثانی سے تعبیر کرتا ہے۔ حضرت ثانیؒ نے پندرہ سال تک اس امانت کو خلق خدا تک پہنچایا اور ہزارہا افراد کو خدا رسیدہ بنایا اور انہیں اللہ، اللہ کرنا سکھایا۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ حضرت اول کے زمانہ سے خانقاہ کی خدمت کو سنبھالے ہوئے تھے اور حضرت ثانیؒ نے ان کی صلاحیتوں کو اور جلا بخشی تا آنکہ حضرت ثانیؒ ۲۷؍شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۷؍جون ۱۹۵۶ء اس دارالفنا سے دارالبقاء کی طرف کوچ کرگئے۔ حضرت ثانیؒ کی وفات کے بعد خواجہ خواجگان شیخ المشائخ آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔

حضرت خواجہؒ نے خانقاہ کو چہار دانگ عالم شہرت دی اور ہزاروں سے متجاوز حضرات کو ذکر وفکر اور مراقبات روحانیہ سے سرفراز فرمایا۔ حضرت خواجہؒ جہاں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے، وہاں آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مقرر ہوئے۔

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ ختم نبوت کی عالمی تحریک کے قائد وامیر مقرر ہوئے۔ حضرت والا کی ذات بابرکات سے مجلس اور خانقاہ دونوں کی شہرت کو چار چاند لگے۔ حضرت والا نے دن رات خانقاہی اور جماعتی اسفار فرمائے۔ اگرچہ حضرت والا کا دور تحریکی دور تھا۔ تحریکات کے باوجود آپ نے خانقاہی نظام کی عظمت کو ماند نہیں پڑنے دیا۔ آپ نے خانقاہ کو جہاں روحانی طور پر شہرت بخشی وہاں آپ کے دور میں خانقاہی ضرورت کے لئے کچھ تعمیرات بھی ہوئیں۔ تا آنکہ آپ ۵؍مئی ۲۰۱۰ء کو خلق خدا کی خدمت کرتے کرتے اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔

آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ کے خلفاء، جماعتی رفقاء اور ابناء واولاد نے متفقہ طور پر آپ کے فرزند ثانی حضرت اقدس مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کو آپ کا سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب زید مجدہ نے اپنے آباؤ اجداد کی امانت کو خوب سنبھالا ہوا ہے۔ راقم الحروف اپنے مبلغین رفقاء مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب ومیانوالی اور مولانا محمد ساجد مبلغ مظفرگڑھ ولیہ کی معیت میں خانقاہ شریف حاضر ہوا۔ حاضری کے بعد سب سے پہلے مزارات پر حاضری دی اور ظہر کی نماز تک خانقاہ میں رہے۔ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ دریا خان تشریف لے گئے تھے آپ کی زیارت وملاقات سے محرومی رہی۔ لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر اور اپنے مخدوم حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہم کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہوئے۔ حضرت والا نے جامعہ سراجیہ کی جدید لائبریری کی زیارت کرائی۔ راقم کے استفسار پر فرمایا کہ خانقاہ شریف کی قدیم اور بڑی لائبریری کو نہیں چھیڑا گیا، وہ اپنی جگہ پر قائم ودائم ہے اور جامعہ کی درسی کتب کی لائبریری بھی اپنی جگہ پر موجود ہے۔ یہ خانقاہ شریف میں قائم ہونے والی تیسری لائبریری ہے۔ حضرت صاحبزادہ محمد حامد مدظلہ، حضرت صاحبزدہ خلیل احمد اور دوسرے صاحبزادگان کے گھروں میں اپنی لائبریریاں ہیں۔ یہ تیسری عوامی لائبریری ہے۔

راقم نے عرض کیا کہ پچھلے دنوں مہمان خانہ کے سنگ بنیاد کی خبر نظر سے گزری تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ خانقاہ کی عمارت جو حضرت اولؒ نے تعمیر کرائی۔ حضرت ثانیؒ کے زمانہ میں اس میں کوئی اضافہ نہ ہوسکا، البتہ حضرت باباجیؒ کے دور میں کچھ کمرے تعمیر ہوئے جو اب خانقاہ کی ضروریات کے لئے ناکافی ہیں تو مدرسہ کے جنوب کی طرف آٹھ کمروں پر مشتمل ایک مہمان خانہ کا سنگ بنیاد گزشتہ دنوں ہم نے رکھا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب

نے وہ کمرے بھی دکھلائے۔ آٹھ انچ باتھ کمروں کی بنیادیں بھری جاری تھیں۔ نیز حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ خانقاہ سے ملحق ڈسپنسری ایک عرصہ سے قائم ہے، جس میں کوالیفائڈ ڈاکٹر اور ڈسپنسر خدمت خلق میں مصروف ہیں، لیکن ایک بڑی ڈسپنسری (چھوٹی ہسپتال) کی ضرورت محسوس ہورہی تھی، اس کی پہلی منزل کی چھت ڈالی جاچکی ہے، جس میں ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر کے آفس، زنانہ ومردانہ انتظار گاہیں اور دیگر ضروریات کے کمرے تعمیر ہوچکے ہیں۔ ان کا پلستر، دروازے، آرائش وزیبائش اور ڈسپنسری کی ضروریات پر کام شروع ہے۔ اللہ پاک کو منظور ہوا تو پہلی منزل کی تکمیل کے بعد دوسری منزل کی تعمیر ہوگی اور ایسے ہی مہمان خانہ جدید کی پہلی منزل کی تکمیل کے بعد حسب ضرورت دوسری منزل تعمیر کریں گے۔ ۴۰،۴۰ کمروں پر مشتمل دو بلاک اساتذہ کرام کے فیملی کوارٹر تعمیر کے مراحل طے کررہے ہیں، خوبصورت لائبریری ہال اور دیگر ضروری تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہمارے حضرت خواجہ صاحب نوراللہ مرقدہ کی اس عظیم خانقاہ شریف کو قیامت تک آباد و شاداب فرمائیں اور ہمارے حضرت کے صاحبزادگان، خاندان، عزیز واقارب کو اپنی حفاظت وامان میں رکھیں۔ آمین۔

ضلع مظفرگڑھ ولیہ میں حاضری: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ضلع مظفرگڑھ کے چار روزہ دورہ پر تشریف لائے، مولانا محمد ساجد (ضلعی مبلغ) نے ان کا بھرپور استقبال کیا اور درج ذیل پروگراموں میں شریک ہوئے: چک نمبر ۵۴۴ چوک سرور شہید میں جلسۂ سیرت: جامعہ شرف الاسلام قاسمیہ چوک سرور شہید کے بانی حضرت مولانا عبدالمجید فاروقی دامت برکاتہم کے فرزند ارجمند، جامعہ کے استاذ مولانا مفتی محمد زبیر زید مجدہ متحرک نوجوان عالم دین ہیں، انہوں نے ربیع الاول میں علاقہ میں دسیوں پروگرام ترتیب دیئے۔ ایک پروگرام مذکورہ بالا چک میں بھی رکھا، چک کے قریب ایک قادیانی نے آڑھت کی دکان شروع کی ہے جو تحصیل کے زمینداروں کو کھاد، بیج اور اسپرے کے ذریعے قادیانیت کے دجل وفریب کا شکار کرتا ہے۔ مذکورہ چک کے مسلمان جو راجپوت (اردو اسپیکنگ) برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس سے متاثر ہونا شروع ہوگئے تو ضرورت محسوس کی گئی کہ مسلمانوں کو قادیانیت کے دجل وفریب سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ ۱۲؍دسمبر ظہر کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس رکھی گئی، جس سے مولانا محمد ساجد (ضلعی مبلغ) مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (راقم)، حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ کے فرزند ارجمند قاری بلال حنیف اور بہاول پور سے حاجی محمد شفیع نے خطاب کیا۔ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید فاروقی نے کی۔ جلسہ میں قادیانیوں کے کفریہ و ارتدادی عقائد کی وجہ سے ان سے مکمل بائیکاٹ کی اپیل کی گئی، جلسہ ظہر سے مغرب تک عصر کی نماز کے وقفہ سے جاری رہا۔

چوک سرور شہید میں جلسہ سیرت خاتم الانبیاء: اسی روز بعد نماز عشاء چوک سرور شہید کی جامع مسجد رحیمیہ میں سیرت خاتم الانبیاء کے عنوان سے جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاری بلال حنیف اور مولانا محمد ساجد کے بیانات ہوئے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا مفتی محمد زبیر نے سرانجام دیئے۔

سناواں میں جلسہ: سناواں مولانا محمد ابوبکر، مولانا ارشاد احمد کرمانی، مولانا عبدالمجید حقانی اور دوسرے رفقاء پر مشتمل متحرک یونٹ ہے، جو وقتاً فوقتاً سناواں شہر و مضافات میں تبلیغی اجتماعات منعقد کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ ۱۳؍دسمبر ظہر کی نماز کے بعد بستی ڈکھڑالی میں سیرت وختم نبوت کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا، جس سے علاقہ کی سیاسی وسماجی شخصیت قاری تاج محمد ثاقب، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا ساجد کے بیانات ہوئے۔ آخر میں ملک شہادت علی طاہر جھنگوی نے اپنے نعتیہ کلام و بیان سے مجمع کو گرمایا۔ بعد نماز مغرب راقم نے مدینہ مسجد (اڈے والی) میں تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کی عظیم الشان خدمات پر روشنی ڈالی۔ راقم الحروف نے مولانا ارشاد احمد کرمانی کے مدرسہ ارشاد العلوم، مولانا عبدالحمید کے بنات کے مدارس کا وزٹ کیا۔ رات کا قیام سناواں کے چائلڈ اسپیشلسٹ ڈاکٹر عبدالشکور کے ہاں رہا۔

جامعہ کے بانی مولانا حبیب اللہ فاضل دیوبند تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا پروفیسر محمد مکی مدظلہ ہیں جو علی پور کالج کے پرنسپل بھی رہے ہیں۔ آج کل ان کا تبادلہ بہاول پور حاجیاں بغداد الجدید میں کردیا گیا ہے۔ کالج میں لیکچرارشپ کے ساتھ ساتھ جامعہ میں منتہی طلبا کرام کو آخری درجات کی کتابیں بھی پڑھاتے ہیں۔ آپ سے چھوٹے مولانا محمد ہاشم ہیں جو سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ مدرسہ میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ تیسرے بھائی مولانا محمد قاسم بھی جامعہ میں خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ جامعہ علی پور میں اہل حق کی سب سے بڑی دینی درس گاہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ضلع مظفرگڑھ کی سب سے بڑی درسگاہ ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

خطبہ جمعہ: ۱۵؍دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ جمعہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد فاروقیہ جتوئی میں دیا۔ فاروقیہ مسجد جتوئی اہل حق کا قدیمی مرکز ہے۔ اس وقت اس کی تولیت حاجی محمد صدیق زرگر،

ماسٹر در محمد کے پاس ہے۔ دونوں بھائی جہاں اہل اسلام کی نمائندگی کرتے ہیں وہاں تحریک ختم نبوت کا جتوئی میں یہی مرکز ہے، جو حاضری کے اعتبار سے شہر میں بڑی مسجد ہے۔ مولانا عطاء الرحمن مدظلہ خطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ متولی و خدام مسجد کی دیرینہ خواہش تھی کہ مجلس کے مرکزی مبلغین میں سے کوئی ساتھی ایک جمعہ پڑھادیں تو ۱۵ر دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے فاروقیہ مسجد میں سیرت النبی اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ مولانا نے کہا کہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں میزبانی کا فریضہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سرانجام دیا۔ بعدازاں بھی ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جب بھی ضرورت پڑی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قوم کو متحد کرکے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔ لیڈری دوسروں کے سپرد کی اور خود کو خادم بنا کر ان کی سرپرستی میں قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کیا اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ مولانا عطاء الرحمن نے امریکی سفارت خانہ کے بیت المقدس میں منتقل کرنے کے امریکی فیصلہ کی بھرپور مذمت کی۔

قصبہ گورمانی میں کانفرنس: مولانا محمد یوسف صاحب مسجد کے خطیب ہیں۔ ہمارے چناب نگر کے سالانہ کورس میں شرکت فرما چکے ہیں۔ ۱۵ر دسمبر بعد نماز مغرب مفتی صاحب نے اپنی مسجد میں ختم نبوت اور میلاد النبی کے عنوان پر جلسہ رکھا۔ جلسہ سے تلاوت و نعت کے بعد راقم کا بیان ہوا، بعدازاں علاقائی نعت خوانوں نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ختم نبوت مرتبی، ختم نبوت زمانی، ختم نبوت مکانی کے عنوان سے خطاب کیا۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے فلسفہ کے مطابق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تینوں قسموں کا اثبات کیا۔ آخری بیان جہانیاں منڈی سے تعلق رکھنے والے وکیل احناف مولانا عبداللہ وڑائچ کا ہوا۔ بعدازاں مولانا شجاع آبادی ملتان کے لئے روانہ ہوگئے۔

فتح پور لیہ میں سیرت کانفرنس سے خطاب:

مولانا محمد حیات تونسوی مدظلہ، ڈیروی زبان کے نامور خطیب ہیں۔ ایک عرصہ تک جھنگ کے علاقہ میں خطیب رہے۔ آج کل آپ نے فاطمۃ الزہراؓ للبنات کے نام سے بنات کا مدرسہ فتح پور لیہ میں قائم کیا ہے۔ جہاں عالیہ تک اسباق ہوتے ہیں۔ خود بھی بچیوں کو بخاری، ترمذی جیسی اہم ترین کتب کا درس دیتے ہیں۔ جامع مسجد الحسنین میں بچوں کے حفظ و ناظرہ کی بھی تین کلاسیں لگتی ہیں، جس میں دسیوں بچے زیر تعلیم ہیں۔ پچھلے دنوں فالج کا اٹیک ہوا، الحمدللہ! اب پہلے بہت بہتر ہیں۔ آپ نے ربیع الاول کے آخر میں ۱۹ر دسمبر کو مغرب کے بعد اپنے بنین کے مدرسہ میں سیرت النبی اور ختم نبوت کے عنوان پر ایک بہترین تقریب سجائی، جس میں تلاوت و نعت کے بعد آپ کے رفیق سفر جناب محمد نواز بلوچ برادران نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مولانا محمد ساجد (ضلعی مبلغ) نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر مختصر بیان کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے ’’واذ اخذ اللہ میثاق النبیین‘‘ پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا۔ علی پور کے معروف نعت گو شاعر جناب محمد اکرم خوشتر نے اپنے مخصوص انداز میں نعتیہ کلام پیش کیا۔

آخر میں پنجاب کے معروف خطیب حضرت مولانا محمد سلیمان طارقؒ کے جانشین مولانا لیاقت علی طارق نے اپنے مخصوص انداز میں سیرت النبی کے عنوان پر خطاب کیا۔ ہمارا رات کا قیام و آرام دارالہدیٰ چوک اعظم میں رہا۔

۲۰ر دسمبر صبح کی نماز کے بعد راقم الحروف نے طلباء سے تحصیل علم دین کے فضائل پر درس دیا۔

۲۲ر دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ اہلسنت والجماعت علماء دیوبند، مولانا محمد نعیم مبلغ میانوالی نے جامع مسجد کریمیہ اور مولانا محمد ساجد نے جامع مسجد مکی میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ رات کا قیام دولے والا کے مدرسہ حضوری مسجد میں رہا۔ ۱۹۹۶ء حضوری مسجد میں مولانا محمد بختاور نے مدرسہ قائم کیا۔ جہاں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔

میانوالی اور ختم نبوت کانفرنس: ۲۳ر دسمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد مکی سراجیہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کی۔ تلاوت ملک کے نامور قاری القاری المقری قاری محمد ادریس آصف آف لیہ نے کی، جبکہ حافظ ظہیر احمد فاروقی اور سید عزیز الرحمن شاہ جہانیاں منڈی، حافظ محمد اسامہ ڈیرہ اسماعیل خان نے نعتیہ کلام کے ذریعہ اپنی آواز کے جادو جگائے۔

مولانا محمد نعیم (مبلغ میانوالی و خوشاب) مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض قاری محمد یوسف نے سرانجام دیئے اور نگرانی مولانا عبدالرزاق نے کی۔ میانوالی کا یونٹ ایک فعال یونٹ ہے جو ہر سال ختم نبوت کانفرنس کراتا ہے، اس سال کی کانفرنس گزشتہ سال سے دگنی تھی۔ قاری محمد یوسف حامد، محمد شفیق اور عرفان اللہ نے دن رات محنت کی۔

جامعہ الیاسیہ للبنات میانوالی کے مہتمم مولانا مفتی اکرام اللہ کی استدعا پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۲۴ر دسمبر ظہر کی نماز کے بعد خواتین و بنات سے اصلاحی خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور فتنۂ قادیانیت

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا سید منت اللہ رحمانی، مونگیر

حضرت مونگیریؒ کو فتنۂ قادیانیت کا شدید احساس تھا اور اس کے مقابلہ کا ان کو اس قدر اہتمام تھا کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح کو سوکر اٹھے تو اپنے سرہانے ردِ قادیانیت کی کتاب پائے۔"

حضرت مونگیریؒ نے تصنیف و تالیف ہی کے ذریعہ قادیانیت کی تردید پر اکتفاء نہ کیا بلکہ مناظرے بھی کیے، مونگیر کے مناظرہ سے قادیانیت کی تحریک پر ضرب کاری لگی، جس سے اس کے قدم اکھڑ گئے، اور ملت اسلامیہ کو اس سے بڑا فائدہ پہنچا۔

یہ مناظرہ ۱۹۰۶ء میں ہوا، جس میں تقریباً چالیس علماء کرام شریک ہوئے۔ مرزا صاحب کی طرف سے حکیم نورالدین وغیرہ آئے، اس کی تفصیل یہ ہے: مرزا صاحب کے نمائندے حکیم نورالدین صاحب، سرور شاہ صاحب اور روشن علی صاحب مرزا صاحب کی تحریر لے کر آئے کہ ان کی شکست میری شکست ہے، ان کی فتح میری فتح۔ اس طرف سے مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری صاحب ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند، علامہ سید انور شاہ کشمیری، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا عبدالوہاب بہاری، مولانا ابراہیم سیالکوٹی (تقریباً چالیس علماء کرام) بلائے گئے تھے، لوگوں کا بیان ہے کہ عجیب منظر تھا، صوبہ بہار کے اضلاع کے لوگ تماشائی بن کر آئے تھے، معلوم ہوتا تھا کہ خانقاہ میں علماء کی ایک بڑی بارات ٹھہری ہوئی ہے، کتابیں الٹی جارہی ہیں، حوالے تلاش کیے جارہے ہیں، اور بحثیں چل رہی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ مولانا محمد علی مونگیریؒ کی طرف سے مناظرہ کا وکیل اور نمائندہ کون ہو؟ قرعہ فال مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کے نام پڑا، آپ نے مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کو تحریراً اپنا نمائندہ بنایا، علماء کی یہ جماعت میدانِ مناظرہ میں گئی وقت مقرر تھا، اس طرف مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اسٹیج پر تقریر کے لئے آئے اور اس طرف آپ سجدہ میں گئے اور اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک کہ فتح کی خبر نہ آگئی، بڑوں کا کہنا ہے کہ میدان مناظرہ کا منظر عجیب تھا، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کی ایک ہی تقریر کے بعد جب قادیانیوں سے جواب کا مطالبہ کیا گیا تو مرزا صاحب کے نمائندے جواب دینے کے بجائے انتہائی بدحواسی اور گھبراہٹ میں کرسیاں اپنے سر پر لئے ہوئے یہ کہتے بھاگے کہ ہم جواب نہیں دے سکتے۔

فیصلۂ آسمانی:

مولانا کی سب سے پہلی تصنیف "فیصلۂ آسمانی" ہے، جو قادیانیوں کے حق میں واقعی فیصلۂ آسمانی ثابت ہوئی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے، اس کے تین ایڈیشن مولانا کی زندگی ہی میں شائع ہوگئے، لیکن کسی قادیانی کو اس کا جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔ مولانا کی وفات کے بعد بھی کسی قادیانی نے اس کا جواب دینے کی جرأت نہ کی۔ قادیانیت کے خلاف سارے لٹریچر میں جواب تک لکھا گیا ہے، یہ کتاب ایک خاص امتیاز رکھتی ہے اور اپنے محکم طرزِ استدلال، اسلوب کی وضاحت اور صفائی و صحیح و طاقتور گرفت کے اعتبار سے بہت کم کتابیں اس معیار پر پوری اترتی ہیں، اس راہ کے نشیب و فراز کو لکھتے ہوئے اور اس کے ایک بڑے مبصر کی رائے یہ ہے کہ قادیانیت کی رد میں لکھی ہوئی اکثر کتابوں میں بعض بعض جگہ احتمال کی گنجائش نکل آتی ہے، لیکن اس کتاب میں کسی جگہ احتمال کی گنجائش یا استدلال میں کوئی خامی اور کمزوری نظر نہیں آتی۔

مرزا صاحب نے اپنے کمال و اعجاز کے لئے "اعجاز احمدی" لکھی یا لکھوائی تھی اور اس کا دعویٰ کیا تھا کہ اس رسالہ اور قصیدۂ اعجازیہ کی ادبی بلاغت اور فنی کمال کی نظیر کوئی دوسرا پیش نہیں کرسکتا۔ مولانا نے اس قصیدہ کا بہت پُرلطف قصہ بیان کیا ہے اور اس سارے جال کا تار و پود بکھیر دیا ہے جو مرزا صاحب نے علماء اور عام مسلمین دونوں کو بیک وقت فریب دینے کے لئے پھیلایا تھا، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ وہ ۵/نومبر ۱۸۹۹ء میں یہ اعلان کیا تھا:

"اے میرے مولیٰ! اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں تو ان تین سالوں کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہوجائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو اگر تین برس کے اندر میری تائید اور تصدیق میں کوئی نشانہ نہ دکھلاوے تو میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہوتو

میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔“

مولانا لکھتے ہیں کہ اس دعا کے بعد مرزا صاحب تین برس اسی فکر و تجویز میں رہے کہ کوئی نشان تراش کر مسلمانوں کو دکھایا جائے، میرے خیال میں انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ ہندوستان میں عربی ادب کا مذاق نہیں ہے، اس لئے ایک عربی قصیدہ لکھوا کر اور اس کی تمہید اردو میں لکھ کر رسالہ شائع کر کے اعجاز کا دعویٰ کیا جائے، اس زمانہ میں ایک عرب طرابلس کے رہنے والے ہندوستان میں آئے ہوئے تھے، جابجا وہ پھرتے رہے اور حیدر آباد میں ان کا قیام زیادہ رہا ہے۔ یہ عربی کے شاعر تھے اور مزاج میں آزادی بھی شاعروں کی سی رکھتے تھے، اس شہر میں مرزائی زیادہ ہیں، انہوں نے مرزا صاحب سے ربط کرا دیا اور خط و کتابت ہونے لگی، انہوں نے قصیدہ کی فرمائش کی، عرب صاحب نے روپیہ لے کر قصیدہ لکھ دیا، مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوری مفتی دارالعلوم دیوبند کہتے ہیں کہ: ”حیدر آباد میں، میں نے ان سے ادب کی کتابیں پڑھی ہیں، بڑے ادیب تھے، کہتے تھے کہ مجھے روپیہ کی ضرورت پیش آتی تھی، میں نے مرزا کو لکھا اس نے قصیدہ لکھوایا، میں نے لکھ دیا، اس نے مجھے روپے دیئے۔“ (فیصلہ آسمانی، ص:۵۹)

اس شخص نے جان بوجھ کر کچھ ایسی غلطیاں بھی قصیدہ میں شامل کر دی تھیں جو اہل زبان سے مستبعد ہیں، اس کے متعلق مولانا لکھتے ہیں:

”سعید (شاعر کا نام) مرزا کو جھوٹا جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ عربی ادب سے مرزا کو مَس نہیں ہے، اس لئے اس نے قصداً غلطیاں رکھیں تا کہ اہل علم اس سے واقف ہو کر اس کی تکذیب کرے چونکہ عرصہ تک ہند میں رہا ہے اور بعض علوم عقلیہ اس نے یہاں پڑھے ہیں، اس لئے وہ ہندی محاورات سے بھی واقف تھا، اس لئے مرزا صاحب کو فریب دیا اور بعض ہندی الفاظ بھی قصیدہ میں داخل کر دیئے، الحاصل یہ قصیدہ مرزا صاحب کا اعجاز نہیں ہے، اگر اعجاز کہا جائے تو سعید شامی کا اعجاز ہوگا۔“ (ایضاً)

حضرت مونگیریؒ کی اس سعی پیہم اور آہ سحرگاہی نے بہار کا بالخصوص نقشہ پلٹا اور پھر سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ ☆☆

جناب عبدالحمید بٹ کی وفات

لاہور..... جناب عبدالحمید بٹؒ جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن کے نمازی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون اور راقم الحروف کے مخلص بزرگ دوستوں میں سے تھے۔ عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہوگی۔ جامع مسجد عائشہ کی قادیانی قبضہ سے واگزاری اور دیگر معاملات میں شریک رہے۔ راقم ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں مبلغ رہا۔ مجلس کے ساتھ ماہانہ تعاون فرماتے۔ برادر مکرم الحاج عتیق انور مدظلہ کے تعاون اور اصرار پر محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے دروس کا سلسلہ لاہور میں شروع ہوا تو حضرت جب لاہور تشریف لاتے، ہماری استدعا پر دفتر میں قدم رنجا فرماتے۔ ایک دن راقم نے حضرت سے دوستوں کی ملاقات رکھی تو بٹ صاحب کو بھی دعوت دی۔ بٹ صاحب تشریف لائے حضرت سے تعارف کراتے ہوئے راقم نے عرض کیا کہ یہ ہمارے محلہ دار اور نمازی ہیں، مجلس کے ساتھ ماہانہ ایک ہزار روپے کا تعاون فرماتے ہیں، عطیات سے۔ حضرت سے فرمایا کہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ ختم نبوت کے لئے دیتے ہوئے شرم آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مال کی میل کچیل دوں۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے چہرہ دونوں ہاتھوں کے درمیان لے کر پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے فرمایا: ماشاء اللہ! کچھ عرصہ کے بعد بندہ لاہور آیا تو بٹ صاحب کے چہرہ پر داڑھی آئی ہوئی تھی۔ میں نے مبارکباد دی، تو کہنے لگے کہ ایک بزرگ نے میرے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو مجھے شرم آئی کہ اللہ والا میرے چہرہ پر ہاتھ پھیرے اور میں داڑھی منڈواؤں۔ وسیع المطالعہ انسان تھے۔ لاہور شہر کی بہت ساری تاریخی عمارات و شخصیات پر معلومات کا وسیع ذخیرہ رکھتے تھے۔ مجلس کے رسائل اور کتب کے خریدار تھے۔ قدیم مسلم لیگی تھے۔ ایک مرتبہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے متعلق کوئی نازیبا جملہ کہا تو میں نے عرض کیا کہ بٹ صاحب! آپ حضرتؒ کو سیاسی نقطۂ نظر کے ساتھ نہ دیکھیں، بلکہ آپ ایک خدارسیدہ، مستجاب الدعوۃ بزرگ اور تحریک آزادی کے نامور راہنما تھے، جنہوں نے استخلاص وطن کے لئے مالٹا کی جیل کاٹی۔ سیاسی رائے میں اختلاف ممکن ہے لیکن ایک ولی اللہ، عظیم محدث، فقیہ، مفسر، مصلح کے متعلق نازیبا جملے ایمان کا بیڑہ غرق کرنے کے مترادف تھے، انہیں یہ بات سمجھ آ گئی پھر انہوں نے کبھی بھی ایسا جملہ نہیں کہا۔ دل کا مرض تو عرصہ سے چلا آ رہا تھا ادویات بھی جاری رہیں۔ صرف ایک ہفتہ صاحب فراش رہے، ایک دو مرتبہ ہسپتال لے جایا گیا تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا۔ ۳۰ دسمبر قبل از مغرب داعی اجل کو لبیک کہا اور کسی محتاجی کے بغیر چل بسے۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ راقم سے بہت محبت تھی جب معلوم ہوتا کہ راقم لاہور ہے تو دفتر تشریف لے آتے یا میں ٹیلیفون کر لیتا۔ حسن اتفاق کہ راقم بھی بوقت وفات لاہور میں موجود تھا کہ ان کے فرزند ارجمند نے آ کر اطلاع دی کہ بٹ صاحب انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۳۰ دسمبر ساڑھے نو بجے رات راقم کی اقتدا میں آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں ادا کی گئی اور انہیں لاہور کے تاریخی اور قدیم قبرستان میں جہاں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ حضرت طاہر بندگی، غازی علم الدین جیسی شخصیات مدفون ہیں میں سپرد خاک کیا گیا۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے سوگوار چھوڑے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486